300 سے زائد کتب احادیث اور قلمی مخطوطہ جات سے ماخوذ

رفع یدین

کے موضوع پر

نامور غیر مقلد زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین کا

محققانہ تجزیہ

فیصل خان

ضیاء العلوم پبلی کیشنز
راولپنڈی۔ پاکستان
0345-5808018

۱۲۵

300 سے زائد کتب احادیث اور قلمی مخطوطہ جات سے ماخوذ

رفع یدین

کے موضوع پر

نامور غیر مقلد زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین کا

محققانہ تجزیہ

فیصل خان

ناشر

ضیاء العلوم پبلیکیشنز

0345-5808018

نام کتاب رفع یدین

مصنف فیصل خان

ناشر سید حمید الدین شاہ صاحب

کمپوزنگ محمد عمران شیخ

صفحات 128

واحد تقسیم کار **اسلامک بک کارپوریشن**

اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111

ملنے کے پتے

(۱) شبیر برادرز
(۲) ضیاء القرآن گنج بخش روڈ
(۳) مکتبہ نوریہ رضویہ
(۴) شبیر بک سنٹر راولپنڈی
(۵) احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
(۶) مکتبہ غوثیہ
(ہول سیل پرانی سبزی منڈی کراچی)

فہرست

تقریظ

محقق العصر شیخ الحدیث مفتی محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

عزیزم فیصل خان معروف معنوں میں عالم نہیں بلکہ انہوں نے کتاب دوستی اور کثرت مطالعہ اپنا شعار بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں ذاتی لائبریری میں نادر ونایاب مخطوطے کثرت سے موجود ہیں۔ میں نے اتنا علمی ذخیرہ نجی طور پر کسی عالم کے ہاں بھی نہیں دیکھا۔ فیصل خان کا یہ اقدام بلکہ کارنامہ اہل علم کے لیے قابل رشک اور لائق تقلید ہے۔

اس وقت میرے پیش نظر فیصل خان کی مرتبہ کتاب ''رفع یدین کے موضوع پر نامور غیر مقلد زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین کا محققانہ تجزیہ'' ہے جو اپنے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم اور طالبانِ تحقیق کو بہت سارا سہارا دے گی، علمی حوالے سے بنیادیں فراہم کرے گی اور ان کے تحقیقی سفر کو کم کر کے بہت جلد انہیں منزل آشنا کر دے گی۔

میری دعا ہے کہ عزیز گرامی فیصل خان نے تصنیف وتالیف کی دنیا میں جو پہلا قدم اُٹھایا ہے یہ اس کیلئے دارین میں کامیابی، نفع اور خیر کا قدم ہو اور ہم معاشرے کو علم آشنا کرنے کیلئے اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کرتے رہیں۔

بہت ساری دعاؤں کیساتھ۔

تقریظ

شیخ الحدیث غلام مصطفیٰ نوری قادری صاحب

خطیب و مہتمم مرکزی جامعہ مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال

عزت مآب محترم المقام، وسیع المطالع، محب العلماء والعلم، عادل منصف مزاج محترم جناب فیصل خان صاحب طول اللہ عمرہ کی محققانہ کتاب رفع یدین کے موضع پر نامور غیر مقلد زبیر علی زئی کی کتاب نور العینین کا محققانہ تجزیہ کے شرف مطالعہ کا موقع نصیب ہوا۔ کتاب کیا ہے ایک تحقیقی کا چمنستان ہے جس کی خوشبوؤں سے عادل، علم دوست، منصف مزاج حضرات کے دل و دماغ معطر ہو نگے، تشنگان تحقیق کی پیاس دور کرنے کا ایک عظیم چشمہ ہے، موصوف نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ غیر مقلد زبیر علیزئی کے حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ پر اعتراضات کے خوبصورت اور عین اصول کے مطابق محققانہ جوابات دیئے ہیں اور موصوف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت امام سفیان ثوریؒ طبقہ دوئم کے ہی مدلس ہیں جن کی تدلیس منافی صحت نہیں ہے اور موصوف دلائل قاہرہ کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ کسی ایک قابل اعتماد محدث نے تدلیس ثوری کی وجہ سے اس حدیث کو رد نہیں کیا بلکہ خان صاحب موصوف نے روشن دلائل اور ایک طویل فہرست سے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ سفیان ثوریؒ کی تدلیس اور عن سے روایت کے باوجود محدثین کرام کی ایک جم غفیر نے آپ سے احتجاج کیا ہے اور کئی حضرات نے بالتصریح آپ کی حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے۔ اس کے بعد زبیر علیزئی کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ پھر خان صاحب موصوف نے حدیث ابن مسعودؓ ترک رفع یدین والی کے متابعات اور شواہدات پیش کر کے اور بھی سکہ جما دیا ہے۔ اس احقر العباد کی یہ دلی دُعا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک، نبی پاک ﷺ کے طفیل اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور خاص و عام کیلئے اسے نافع و مفید بنائے اور مصنف کو اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

بجاہ طٰہٰ و یٰسین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا

ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واولادہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو

محدث فقیہ الامت امام اعظم

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

جن کی باطنی فیضان کے تصدق سے

بندہ ناچیز کو مطالعہ حدیث کا شوق ہوا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم اہلسنت

فیصل خان

(راولپنڈی)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ہیں اور لاکھوں درود وسلام نبی کریم ﷺ کی ذات پر۔ مسئلہ رفع یدین علماء اسلاف میں مختلف فیہ رہا ہے ہر کوئی اپنی تحقیق پر کار بند رہا۔ اور اس کی وجہ سے کسی کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا۔ مگر جوں جوں دور گزرتا رہا لوگوں میں اِس مسئلہ میں تشدد بڑھتا رہا۔ اور یہاں تک کہ علماء غیر مقلدین نے ترک رفع یدین پر ہی نماز کی بنیاد رکھی۔ میرا مضمون ترک رفع یدین کی تحقیق کسی مسلکی حمایت میں نہیں ہے۔ میں نے دونوں جانب کے دلائل اور اعتراضات کا جائزہ لیا اور جو اخذ کیا اُسے ضبط قلم کر دیا۔ میری تحقیق سے اختلاف ہونا ایک حقیقت ہے۔ مگر میں اپنے ناقدین سے عاجزانہ التجاء کرنا چاہتا ہو کہ اختلاف صرف اور صرف اصول اور ضوابط کے تحت ہو۔ ویسے اس کتاب میں آج تک کے غیر مقلدین حضرات کے اعتراضات کا مکمل جواب ہے۔ مگر محترم زبیر علیزئی صاحب کی کتاب ''نور العینین'' کو زیر بحث لانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اکثر غیر مقلدین حضرات بحث میں اس کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے نہایت محترم زبیر علیزئی صاحب کی کتاب نور العینین فی مسئلہ رفع یدین زیر مطالعہ رہی اور دلائل اور اعتراضات کا جائزہ لیا اور اِس نتیجہ پر پہنچا کہ مسلکی حمایت میں یہ تحقیق پیش کی گئی ہے اور غیر جانبدارانہ تحقیق سے صرف نظر کیا ہے۔ مجھے جس مقام پر محترم زبیر علیزئی صاحب سے اختلاف ہوا۔ وہاں میں نے نہایت ادب سے اختلاف کیا تحریر میں احترام اور شگفتگی کو ملحوظ خاطر رکھا۔ کیونکہ میں تحقیق کے

میدان میں تشدد اور مسلکی تفاوت کے خلاف ہوں۔ میں نے ترک رفع کی حدیث پر معاندین کی طرف سے وارد کیئے گئے اعتراضات کا حتی الامکان جواب تحقیقی معیار پر دینے کی کوشش کی ہے۔ میری التجاء طرفین کے علماء کرام سے ہے کہ جہاں کہیں اِس کتاب میں کوئی علمی غلطی یا تسامح نظر آئے تو میری رہنمائی کیجئے گا۔ اِس مضمون میں کئی کتابوں کے مختلف ایڈیشن سے استفادہ کیا ہے۔ لہٰذا حوالاجات کا فرق بھی ہو سکتا ہے۔ میں اِن مشفق ہستیوں اور تعاون کرنے والے حضرات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی دعاؤں اور کوششوں سے میں اِس تحریر کے قابل ہوا۔ سب سے زیادہ مشکور محقق العصر مفتی محمد خاں قادری صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور کا ہوں جن کی فیضانِ نظر نے میری ہر مقام پر رہنمائی کی اور ہمہ وقت مطالعہ کا درس دیا، محدث مفتی عباس رضوی صاحب ریسرچ آفیسر دبئی، محدث العصر مفتی پروفیسر انوار حنفی کوٹ رادھا کشن ضلع قصور اور محقق العصر غلام مصطفےٰ نوری صاحب ساہیوال کا جنہوں نے میری تحقیق کرنے کی کاوش میں رہنمائی کی اور جن کی تحقیقات سے میں نے ہمہ وقت فائدہ اُٹھایا۔ میں محترم محبوب الرسول قادری صاحب کا نہایت ہی شکر گزار ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی اشاعت میں اپنا قیمتی وقت دیا۔

فیصل خان۔ راولپنڈی

Ph: 0321-5501977

ترک رفع یدین فی الصلوٰۃ

حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حدثنا هناد نا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه قال قال عبد الله بن مسعود الا اصلى بكم صلاة رسول الله ﷺ فصلى فلم يرفع يديه الا في اوّل مرة.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول پاک ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پس آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں کیا۔ ایک مرتبہ۔

تخریج:

(۱) مسند امام احمد ۱/۳۸۷	(۲) سنن نسائی ۱/۱۱۷
(۳) سنن ابی داؤد ۱/۱۰۹	(۴) جامع ترمذی ۱/۵۹
(۵) مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۶	(۶) سنن الکبری بیہقی ۲/۷۸
(۷) شرح معانی آلاثار طحاوی ۱/۱۶۲	(۸) المدونۃ الکبری ۱/۶۹
(۹) محلی ابن حزم ۳/۴_۲/۲۶۵	(۱۰) التمہید ۹/۲۱۵
(۱۱) مسند ابو یعلی ۵/۳۶_۱۳۸	(۱۲) تاریخ بغداد جزء الحادی عشر صہ ۳۲۰
(۱۳) نصب الرایۃ ۱/۳۹۴	(۱۴) تیسر الوصول ۱/۳۲۶
(۱۵) جمع الفوائد ۱/۷۳	(۱۶) جامع المسانید ابن کثیر ۲۷/۲۶۱
(۱۷) اتحاف المہرۃ ۱۰/۳۹۲	(۱۸) مختصر الاحکام طوسی ۲/۱۰۳

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین کی یہ حدیث واضح دلیل ہے۔

احناف کا ترک رفع یدین کا دعویٰ "ثم لا یعود" کے بغیر بھی ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر "ثم لا یعود" کے الفاظ کی زیادتی کا اعتراض قابل قبول نہ ہوگا۔ (حالانکہ یہ حدیث "ثم لا یعود" کے الفاظ کے ساتھ بھی صحیح ہے۔)

زبیر علیزئی صاحب نے مسئلہ رفع یدین پر کتاب نور العینین صہ ۱۲۹ تا صہ ۱۴۲ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع الیدین کی حدیث پر مختلف اعتراضات درج کیے ہیں۔ مگر یہ علمی اور تحقیقی فقدان ہے کہ ان اعتراضات کا ناقدانہ جائزہ لینے کی بجائے صرف نقل در نقل پر ہی اکتفا کیا۔ اس مضمون میں یہ کوشش ہوگی کہ اُن نقاط کی تحقیق کی جائے جو عرصہ دراز سے علمی تشنگی کا شکار ہیں۔ مندرجہ ذیل نقاط پر مضمون کا انحصار ہوگا۔

(۱) سنن ترمذی کے مخطوطہ میں "حسن صحیح" کا ثبوت

(۲) امام ابوداؤد کی جرح کی حقیقت

(۳) سنن ابی داؤد کے قلمی نسخوں/مخطوطات کی تحقیق

(۴) امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا طبقہ ثانیہ کے بارے تحقیقی جائزہ

(۵) تدلیس پر زبیر علیزئی کے اوھام

(۶) محدثین کرام کے اعتراضات کا علمی جائزہ

(۷) امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کے شواہد

(۸) امام حاکم کی مدلسین کی طبقاتی تقسیم

سنن ترمذی میں "حسن صحیح" کا ثبوت

دیگر محدثین کرام کی تصحیح طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو "حسن صحیح" لکھا ہے۔ راقم کے پاس سنن ترمذی کا ایک عمدہ اور نفیس قلمی نسخہ کا عکس محفوظ ہے۔ اِس نسخہ پر صحت غالب اور خطاء کم ہے۔ جس کا اقرار علامہ احمد شاکر نے مقدمہ ترمذی صہ ۱۷ پر بھی کیا ہے۔ علامہ احمد شاکر اس نسخے کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "وهی نسخه جیدة یغلب علیها الصحة و خطاؤها قلیل"۔

یہ قلمی نسخہ دار الکتب المصریہ کی لائبریری میں رقم ۶۴۸ حدیث کے تحت موجود ہے اور اس مخطوطہ کی کتابت ۳ رجب ۷۲۶ھ کو ہوئی۔ اس نسخہ کی خصوصیت ہے کہ اس کی ہر حدیث کے اختتام پر دائرہ بنا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں۔ ان دائروں اور ان میں لگے ہوئے نقطے کی اہمیت کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے وضاحت کرتے ہیں۔

قال الخطیب بغدادی: وینبغی أن یترک الدائرة غفلاً فإذا قابلها نقط فیها نقطة۔ (اختصار علوم الحدیث ص ۱۳۰ حافظ ابن کثیر۔ الجامع فی الاخلاق الراوی و آداب السامع ۱/۲۷۳۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دائرے کو خالی چھوڑنا چاہیئے پھر جب اس کی مراجعت کرے تو اس میں نقطہ لگا دے۔

میرے پاس جو سنن ترمذی کے قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ ہے اس کی ہر حدیث کے آخر میں دائرہ بنا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ صحیح ترین اور اصل نسخہ سے مراجعت والا نسخہ ہے۔ لہٰذا اس نسخہ میں "حسن صحیح" کے الفاظ کا انکار ممکن نہیں ہوگا۔

امام ترمذی کی تصحیح کے بارے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ترمذی سے اِس حدیث کے بارے میں صحیح کے لفظ نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "فقد قال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث صحیح"

شرح الہدایہ ۱/۶۶۳، شرح سنن ابی داؤد ۳/۳۴۱

علامہ بدرالدین عینی کی تحقیق سے اِس قلمی نسخہ کی بھی توثیق ثابت ہوتی ہے جس میں "حسن صحیح" کے لفظ موجود ہیں۔ لہٰذا کسی نسخہ میں "حسن" اور کسی نسخہ میں "حسن صحیح" کے الفاظ صرف اختلاف نسخہ کی وجہ سے ہے۔

جامع ترمذی دارالکتب المصریہ کے قلمی نسخے کا عکس

عبد الله بن المبارك. حدثنا هناد نا وكيع عن سفين عن عاصم
بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله
الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه
الا في اول مرة. وفي الباب عن البراء بن عازب. قال ابو عيسى
حديث ابن مسعود حديث حسن صحيح وبه يقول غير واحد من اهل العلم
من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وهو قول سفين واهل الكوفة
واختلف عن مالك في رفع اليدين في الصلاة. وروى الوليد بن مسلم
وعبد الله بن وهب عن مالك انه كان يرى رفع اليدين في الصلاة.

امام ابوداؤد کی جرح کی حقیقت

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۲ پر مختلف محدثین کرام سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی حدیث پر امام ابوداؤد کی جرح "هذا حديث مختصر من حديث طويل و ليس هو بصحيح على هذا اللفظ" نقل کرتے ہیں۔ان محدثین کرام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ التحقیق فی اختلاف الحدیث ۱/۲۷۸

(۲) ابن عبدالبر الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ التمہید ۳/۲۲۰

(۳) ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ التنقیح ۱/۲۷۸

(۴) ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تلخیص الحبیر ۱/۲۲۲

(۵) ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ البدر المنیر ۳/۴۹۳

(۶) ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ بیان الوہم ۳/۳۶۵

(۷) شمس الحق عظیم آبادی عون المعبود ۲/۴۴۹

نوٹ:

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التنقيح كتاب التحقيق في احاديث تعليق" پر امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کے الفاظ نقل نہیں کیے۔کیونکہ ان کی یہ کتاب امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التحقیق پر تعلیق ہے۔لہٰذا انہوں نے اس کتاب میں ابن جوزی کا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے جرح نقل کرنے پر اتفاق نہیں کیا۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو سنن ابی داؤد کا نسخہ تھا اُس میں ابوداؤد کی جرح منقول نہیں تھی۔

تحقیقی جائزہ

امام ابوداؤد کی جرح کی حقیقت جاننے کے لئے اِس بات کی وضاحت اہمیت رکھتی ہے کہ اس جرح کو نقل کرنے والے کونسے شاگرد ہیں اور اس جرح کی حیثیت دوسرے شاگردوں کے مقابلے میں کیا ہے۔ اکثر محدثین کرام اپنے قول سے رجوع کر لیتے ہیں اور اس کا اندازہ اکثر قدیم اور جدید شاگردوں سے با آسانی لگایا جاتا ہے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ اگر کسی محدث کے ایک موضوع کے بارے میں دو اقوال وارد ہو تو متاخر اور جدید قول کی اہمیت اور قابل قبول ہوتا ہے۔ اور قدیم قول مرجوع قرار پائے گا۔ محدثین کرام نے صراحت کی ہے کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد سے ۲۷۱ھ میں بصرہ کی طرف ہجرت کی۔

اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داؤد اپنے تلامذہ کو تقریباً ۳۵ مرتبہ املاء کروائی۔ اِن تلامذہ میں کچھ قدیم اور کچھ متاخر تلامذہ ہیں۔ (دیکھئے تاریخ بغداد ۹/۵۹)

حافظ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۰۵ پر تصریح کی ہے کہ امام ابوداؤد نے مندرجہ ذیل ۷ شاگردوں کو اپنی سنن املاء کروائی۔

سنن ابی داؤد روایت کرنے والے قدیم تلامذہ

امام ابوداؤد سے مندرجہ ذیل قدیم تلامذہ نے سنن ابی داؤد روایت کی۔

(۱) ابوعلی اسحاق بن موسیٰ بن سعید الرملی الوارق رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۰ھ (انظر تاریخ بغداد ۶/۳۹۵)

(۲) ابوالطیب احمد بن ابراہیم ابن الاشنانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) ابومحسن علی بن الحسن بن الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (انظر تاریخ بغداد ۱۱/۳۸۲)

سنن ابی داؤد روایت کرنے والے متاخر تلامذہ

امام ابوداؤدؒ کیونکہ آخری عمر میں بغداد سے بصرہ ہجرت کی تھی۔ لہٰذا بصری شاگردوں کو امتیازی حیثیت حاصل ہے اور ان کی روایت بھی متاخر/جدید قرار پائے گی۔

امام ابوداؤد سے مندرجہ ذیل متاخر تلامذہ نے سنن ابی داؤد روایت کی۔

(۱) ابوبکر احمد بن سلمان البخاد البغدادیؒ ۳۴۸ھ

(۲) ابوسعید احمد بن محمد بن سعید بن زیاد ابن الاعرابی البصریؒ ۳۴۱ھ

(۳) ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسۃ البصریؒ ۳۴۶ھ

(۴) ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی البصریؒ ۳۳۳ھ (سیر اعلام ۱۵/ ۳۰۷)

محدث علاء الدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام حافظ محدث مورخ علاء الدین مغلطائیؒ ۷۶۲ھ نے اِس بات کی وضاحت کی کہ امام ابوداؤد سے یہ جرح اِن کے شاگرد ابن العبد الانصاری نے روایت کی ہے۔ "ذکرہ ابوداؤد فی روایۃ ابن العبد" شرح سنن ابن ماجہ ۵/ ۱۴۶۸۔

محدث علاء الدین کی تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ امام ابوداؤد سے یہ جرح صرف ابن العبد الانصاری کے کسی ایک نسخے میں موجود ہے۔ محدثین کرام کی صراحت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابن العبد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوداؤد کے قدیم شاگرد ہیں۔ اور اِن سے جرح مرجوع ہے۔ اور دیگر متاخر تلامذہ امام ابوداؤد سے یہ جرح نقل نہیں کرتے۔ ابتداء میں امام

ابوداؤدؒ اس جرح کے قائل تھے مگر جب ان کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی صحت ثابت ہوگئی تو اس قول سے رجوع کرلیا اور جب آخری مرتبہ اپنے شاگرد ابوعلی اللؤلوی ؒ کو سنن ابی داؤد املاء کروائی تو اس جرح کو حذف کردیا اور اس کی صحت کی طرف رجوع کیا۔

ابوعلی ابن عمرو اللؤلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے کی اہمیت کے بارے محدثین کرام کے فیصلے

مندرجہ ذیل محدثین کرام نے اپنی تحقیق ابن عمرو اللؤلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے کے بارے میں لکھی ہے۔

(۱) محدث ابن نقطہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

محدث ابن نقطہ، سنن ابی داؤد بالروایت اللؤلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"کان ابو علی اللؤلؤی قد قراء هذا الکتاب علی ابی داؤد عشرین سنة، وکان ورالله والوارق عندهم: القاری وکان هو القاری لکل قوم یسمعونه، وان الزیادات التی فی روایة ابن واسة حذفها ابو داؤد آخراء لشي کان یریبه فی اسناده، فلذلک تفاوتاً. (التقیید ابن نقطه جلد ۱ صه ۳۳)

(۲) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سنن ابی داؤد بالروایت اللؤلوی کے بارے لکھتے ہیں۔

"وروایتہ آخر الروایات عن ابی داؤد"

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۵ صہ ۳۰۷)

(۳) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ الصعود" میں لکھتے ہیں۔

"لأنها من آخر ما أملى داؤد' وعليها مات"

(۴) محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الاشراف علی معرفۃ الاطراف" میں ابوعلی بن عمرو اللؤلوی کے نسخے کو ہی ترجیح دی ہے۔ اس کے علاوہ محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ دمشق میں سنن ابی داؤد کی تقریباً ۴۴ روایتیں نقل کیں ہیں۔ جس میں صرف ۴۲ روایتیں اللؤلوی کے نسخے اور صرف ۲ روایتیں ابن داسہ کے نسخے سے نقل کی ہیں۔

(دیکھیے تاریخ دمشق ۱۵/۳۲۰، ۱۷/۱۵۴، ۱/۲۸۰، ۱۳/۲۷۴، ۱۴/۲۳۱)

(۵) غیر مقلد مولانا عظیم آبادی کی تحقیق:

مولانا عظیم آبادی سنن ابی داؤد بالروایت اللؤلوی کے بارے لکھتے ہیں۔

"روایة اللؤلوی هی المروجة فی دیارنا الهندیه و دیار الحجاز و بلاد المشرق من العرب' بل اکثر بلاد' وهی المفهومة من السنن لابی داؤد عند الاطلاق."

(مقدمه عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ۱/۱۴ ۲۰)

(۶) امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مختصر سنن ابی داؤد میں ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ پر ہی اعتماد کیا اور لؤلؤی کے نسخہ سے روایات نقل کیں۔

(۷) علامہ ابن القیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب السنن میں ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ کو ہی بنیاد بنایا اور اس نسخہ کی روایات نقل کی جس سے لؤلؤی کے نسخے کی اہمیت بیان ہوتی ہے۔

(۸) امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نصب الرایہ میں اللؤلؤی کے نسخہ سے احتجاج کیا اور لؤلؤی کے نسخہ سے روایات نقل کیں۔

(۹) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بلوغ المرام میں ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ پر اعتماد کیا اور لؤلؤی کے نسخہ سے روایات نقل کیں۔

(۱۰) محدث ابن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

محدث ابن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داؤد کی شرح لکھتے ہوئے ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ پر اعتماد کیا اور روایات نقل کیں۔

(۱۱) امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

محدث ابوزرعہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح سنن ابی داؤد کی شرح ابوعلی اللؤلؤی کے نسخہ سے احتجاج کیا اور اسی نسخہ سے روایات نقل کیں۔

(۱۲) امام ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ سنن ابی داؤد میں ابوعلی اللؤلؤی کے نسخہ کو بنیاد بنایا۔

اس بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ جمہور محدثین کرام کے نزدیک امام ابوعلی اللؤلؤی البصری کا نسخہ ہی رائج، متداول اور مشہور ہے اور سنن ابی داؤد کا اطلاق صرف لؤلؤی کے نسخہ پر ہی ہوگا۔ اللؤلؤی کے کسی نسخہ میں امام ابوداؤد کی یہ جرح موجود ہی نہیں ہے۔

ابن داسہ رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ کی اہمیت کے بارے محدثین کرام کے فیصلے

اس مقام پر اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ اللؤلؤی کے نسخہ کے بعد کس نسخہ کی اہمیت ہے۔

(۱) محدث ابن عطیۃ الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

محدث ابن عطیۃ الاندلسی سنن ابی داؤد بالروایت ابن داسہ کے بارے لکھتے ہیں۔

"الذی اعتمده من هذا الروایات ابی بکر بن داسه' فهی أکمل الروایات وأحسنها" (فہرست ابن عطیۃ ص ۱۸)

(۲) محدث ابن خیر الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

محدث ابن خیر الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن داستہ کے نسخہ کے بارے لکھتے ہیں۔

"روایۃ أبی بکر بن واسته أکمل الروایات کلها"

(فہرست ابن خیر صہ ۱۰۴)

(۳) امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح معالم السنن میں ابن داستہ رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ کو ہی بنیاد بنایا۔

(۴) امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام ابونعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے نسخہ ابن داستہ کو بالا جازۃ روایت کی جس سے اس نسخہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۵) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ۴۵۸ھ کی تحقیق:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب السنن الکبریٰ اور معرفۃ السنن والاثار میں ابن داستہ کے نسخے کو بھی نقل کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن داستہ رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے کی اہمیت بھی ہے۔ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ان دونوں کتابوں میں امام ابوداؤد سے یہ جرح کے الفاظ نقل نہیں کیے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو سنن ابی داؤد کے نسخہ موجود تھے ان میں یہ جرح کے الفاظ منقول نہیں تھے۔

اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محدثین کرام کے نزدیک ابو علی اللؤلؤی البصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن داستہ البصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی نسخہ رائج متداول اور مشہور ہیں۔ اور مندرجہ بالا

بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابو علی اللؤلؤی اور ابن داستہ کے کسی نسخوں میں امام ابو داؤد کی حضرت عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث پر جرح موجود نہیں ہے۔جس سے یہ نکتہ مزید واضح ہو جاتا ہے اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا تھا۔

سنن ابی داؤد کے قلمی مخطوطات کی تحقیق

امام ابوداؤد کی جرح کی حقیقت جاننے کے لیے اہم ہے کہ سنن ابی داؤد کے نسخوں کا احاطہ بھی کیا جائے تاکہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ سنن ابی داؤد کے قلمی نسخوں میں یہ عبادت موجود بھی ہے یا نہیں۔میرے علم اور مطالعہ میں سنن ابی داؤد کے تقریباً ۱۱۱ صحیح اور کامل قلمی مخطوطات ہیں۔ان نسخوں میں شامل ہیں۔

(۱) نسخہ سلطان احمد بن سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ۔یہ نسخہ ۶۰۳ھ میں تحریر کیا گیا۔

(۲) نسخہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ۔یہ نسخہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے ۸۰۰ھ میں لکھا۔

(۳) نسخہ شیخ عبداللہ بن سالم البصری الکروی رحمۃ اللہ علیہ۔یہ نسخہ ۸۲۱ھ میں لکھا گیا۔

(۴) نسخہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ۔یہ نسخہ ۱۰۱۸ھ کا نسخہ ہے۔

(۵) نسخہ یوسف بن محمد بن خلف رحمۃ اللہ علیہ۔یہ نسخہ ۶۷۵ھ میں لکھا گیا۔

(۶) نسخہ تلمسانی

(۷) نسخہ میدومی۔یہ نسخہ ۶۵۴ھ میں تحریر کیا گیا۔

(۸) نسخہ الیومیہ

(۹) نسخہ مکتبہ محمودیہ/شیخ عبداللہ۔یہ نسخہ ۱۱۳۶ھ میں لکھا گیا۔

(۱۰) نسخہ الازہر نمبر ۱

(۱۱) نسخہ الازہر نمبر ۲

نسخہ سلطان احمد بن سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

ان تمام قلمی نسخوں میں سب سے قابل اعتماد اور اہم قلمی نسخہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس نسخہ کے مالک سلطان احمد بن سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ نسخہ جید اور ضابطہ ہے۔ سلطان ملک الحسن نے اس نسخہ کو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ سے تقابل کر کے نقل کیا تھا۔ اس نسخہ کا تاریخ نسخ ۶۰۳ھ ہے۔ سلطان ملک الحسن نے اس نسخہ کو ابن طبرز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پڑھا اور اس پر مختلف محدثین کرام کی سماعت ثبت ہیں۔ اس نسخہ میں بھی امام ابوداؤد کی جرح موجود نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ سنن ابی داؤد کے متداول اور جید نسخوں میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔

اِن ۱۱ قلمی مخطوطات میں امام ابوداؤد کی یہ جرح موجود نہیں ہے۔ لہٰذا متداول اور معمول بہ نسخہ میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔ اِس تحقیق کے دوران سنن ابی داؤد کا مغربی قلمی مخطوطہ دستیاب ہوا۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امام ابوداؤد کے جرح اِس نسخہ میں موجود ہے اور محدث علاء الدین مغلطائیؒ کی بات بھی ثابت ہوگئی کہ ابن العبد الانصاریؒ کے نسخہ میں یہ عبارت موجود ہے۔ مگر اِس مغربی قلمی نسخہ پر اعتماد مفید نہیں ہے کیونکہ اِس کی ترتیب دوسرے نسخوں سے مختلف ہے اور ابتداء سے ناقص ہے۔ اور اِس نسخہ کو غیر مقلدین حضرات خود بھی قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ اِس مغربی قلمی نسخہ میں حضرت عبداللہ بن ادریسؒ کی تطبیق والی روایت "باب من لم یذکر عند الرکوع" کے تحت درج ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی تطبیق والی حدیث کو ترک رفع یدین کی دلیل سمجھتے ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین حضرات عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی

تطبیق والی حدیث کو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کے رد میں پیش کرتے ہیں۔ اِس قلمی نسخہ میں جرح کو یا تو مرجوع ماننا پڑے گا یا پھر حضرت عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے تطبیق والی روایت کو ترک رفع یدین کی دلیل تسلیم کرنا پڑے گا۔

نوٹ:۔

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۲ پر امام ابوداؤد سے یہ جرح سنن ابی داؤد کے مندرجہ ذیل شائع نسخوں سے بھی نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد نسخہ حمعبہ

(۲) نسخہ بیت الافکار الدولیہ

(۳) نسخہ مکتبہ المعارف الریاض

قلمی نسخوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہے کہ یہ جرح اِن مندرجہ بالا نسخوں میں صرف مسلکی تفاوت میں نقل کی ہے اور کسی قلمی نسخہ کا حوالہ نقل نہیں کیا لہٰذا اِن مطبوعہ نسخوں پر اعتماد صحیح نہیں ہے۔

نتیجہ:

ا۔ امام ابوداؤد نے ابوعلی اللؤلؤی کو محرم ۲۷۵ھ میں سنن ابی داؤد املاء کروائی اور شوال ۲۷۵ھ کو امام ابوداؤد کا انتقال ہوا لہٰذا لؤلؤی کا نسخہ متاخر اور جدید ہے لہٰذا متاخر نسخہ پر ہی اعتماد مفید ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر جرح سے رجوع کر لیا تھا۔

(انظر تاریخ بغداد ۲/۵۹، سیر اعلام ۱۵/۳۰۷)

لہٰذا ابوعلی اللؤلؤی المصری کے نسخہ کو فوقیت اور اہمیت حاصل ہے۔

۲۔ ابن العبد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ کا نسخہ متداول اور راجح نہیں ہے۔ اور اختلاف میں ابن العبد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ سے نسخہ کو اللؤلؤی کے نسخے کے مقابل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اہمیت اور فوقیت صرف اور صرف ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ کو ہی حاصل ہے کیونکہ امام ابو داؤد نے سب سے آخر میں اللؤلؤی کو اپنی سنن املاء کروائی۔

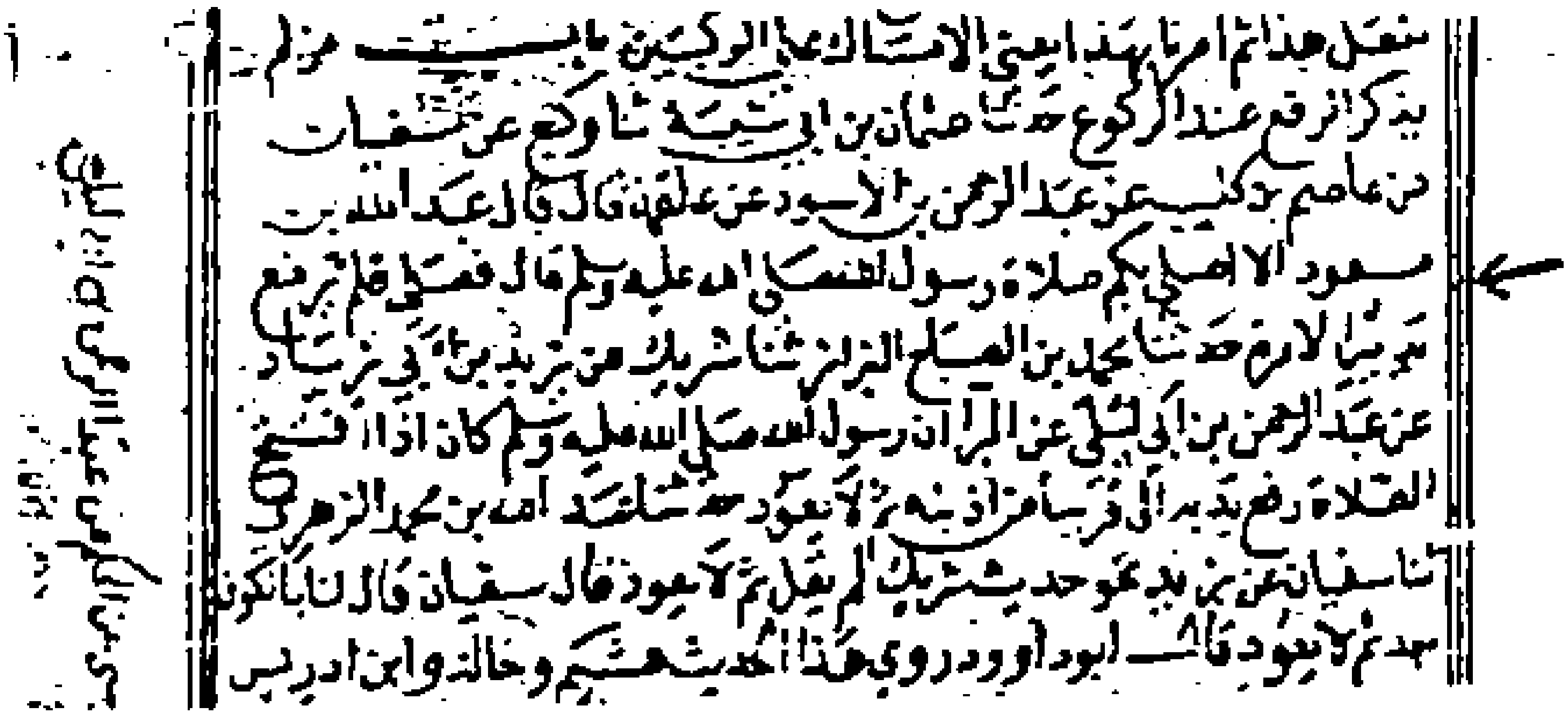
اور مندرجہ بالا تفصیل سے یہ ثابت ہو گیا کہ امام ابو داؤد کی جرح متداول اور راجح نسخہ اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ میں موجود نہیں اور نہ ہی ابن داسہ کے نسخے میں موجود ہے۔ جس سے واضح ہو گیا کہ امام ابو داؤد سے یہ جرح مرجوع ہے کیونکہ اُن کے متاخر شاگرد اللؤلؤی اور ابن داسہ امام ابو داؤد سے یہ جرح نقل نہیں کرتے۔ زبیر علیزئی صاحب سے التماس ہے کہ یا تو وہ لؤلؤی یا ابن داسہ کا کوئی ایسا قلمی نسخہ بتائیں جس میں امام ابو داؤد سے یہ جرح کے الفاظ موجود ہو یا پھر اپنی اس تحریر سے رجوع کرلیں اور آئندہ اپنی تحریروں میں اس عبارت کو حذف کریں۔ اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب حق کا دامن ضرور تھامیں گے۔

نسخہ احمد بن سلطان ایوبیؒ کا عکس

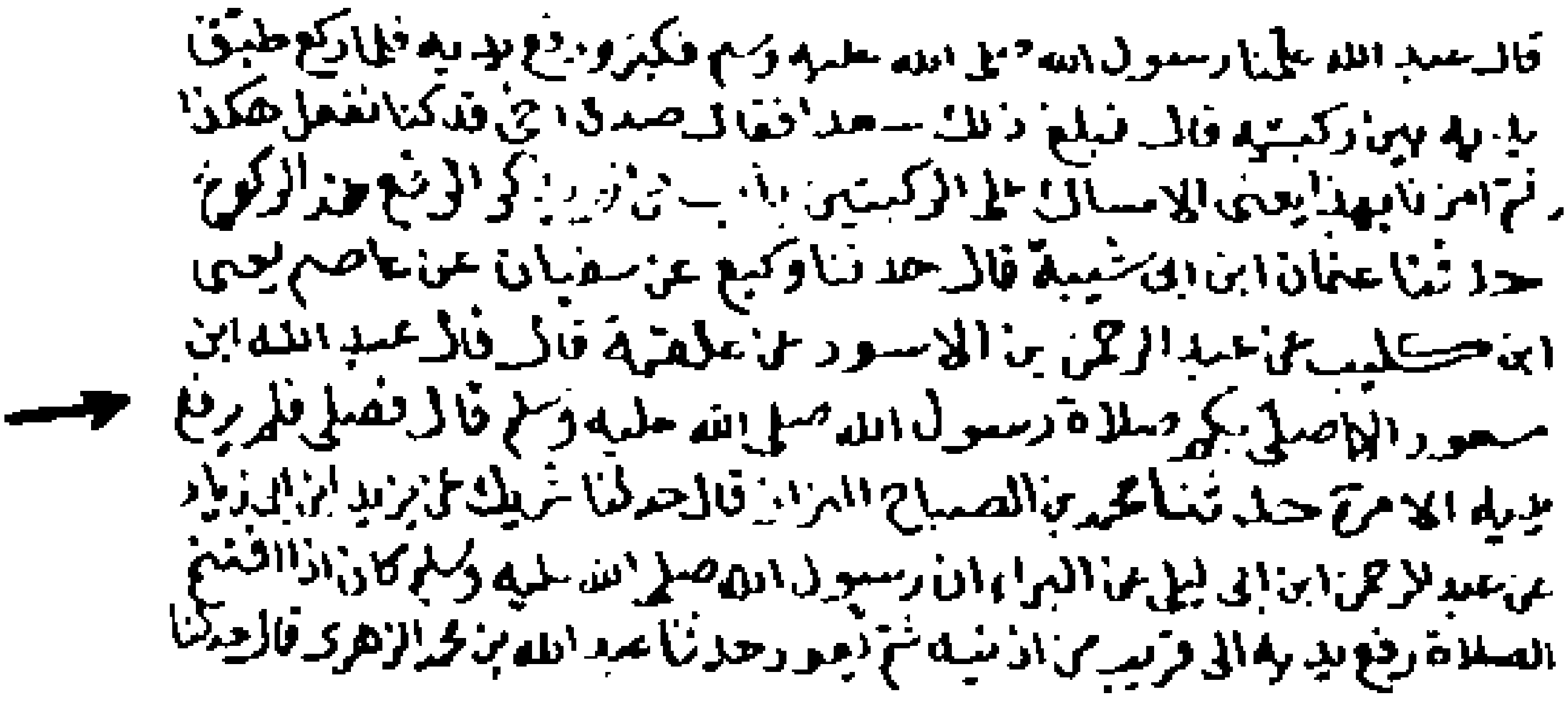
ركبتيه فالتطبيق ذلك شيئاً ... كان يفعله ثم أمرنا بهذا يعني الامساك على
الركبتين. باب من لم يذكر الرفع عند الركوع. حدثنا عثمان بن ابي شيبة
ثنا وكيع عن سفيان عن عاصم يعني ابن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله
ابن مسعود الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع يديه الا مرة
حدثنا الحسن بن علي ثنا معاوية وخالد بن عمرو وابو حذيفة قالوا ثنا سفيان باسناده بهذا قال
فرفع يديه في اول مرة وقال بعضهم مرة واحدة. حدثنا محمد بن الصباح البزاز ثنا شريك
عن يزيد بن ابي زياد عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلاة
رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود. حدثنا عبد الله بن محمد الزهري ثنا سفيان
عن يزيد نحو حديث شريك لم يقل ثم لا يعود. قال سفيان قال لنا بالكوفة بعد ثم لا يعود.
قال ابو داود روى هذا الحديث هشيم وخالد وابن ادريس عن يزيد لم يذكروا ثم لا
يعود. حدثنا حسين بن عبد الرحمن ثنا وكيع عن ابن ابي ليلى عن اخيه عيسى عن الحكم
عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع يديه
حين افتتح الصلاة ثم لم يرفعهما حتى انصرف. هذا الحديث ليس بصحيح. حدثنا مسدد
ثنا يحيى عن ابن ابي ذئب عن سعيد بن سمعان عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا دخل في الصلاة رفع يديه مدا. باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة
حدثنا نصر بن علي ثنا ابو احمد عن العلاء بن صالح عن زرعة بن عبد الرحمن قال سمعت ابن الزبير يقول
صف القدمين ووضع اليد على اليد من السنة. حدثنا محمد بن بكار بن الريان عن هشيم بن
بشير عن الحجاج بن ابي زينب عن ابي عثمان النهدي عن ابن مسعود انه كان يصلي فوضع يده اليسرى
على اليمنى فرآه النبي صلى الله عليه وسلم فوضع يده اليمنى على اليسرى.
باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء. حدثنا عبيد الله بن معاذ ثنا ابي
ثنا عبد العزيز بن ابي سلمة عن عمه الماجشون بن ابي سلمة عن عبد الرحمن الاعرج عن عبيد الله
بن ابي رافع عن علي بن ابي طالب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلاة كبر ثم قال
وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ان صلاتي ونسكي ومحياي
ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك امرت وانا اول المسلمين اللهم انت الملك لا اله
الا انت انت ربي وانا عبدك ظلمت نفسي واعترفت بذنبي فاغفر لي ذنوبي جميعا لا يغفر الذنوب
الا انت واهدني لاحسن الاخلاق لا يهدي لاحسنها الا انت واصرف عني سيئها لا يصرف عني
سيئها الا انت لبيك وسعديك والخير كله في يديك انا بك واليك تباركت وتعاليت
استغفرك واتوب اليك واذا ركع قال اللهم لك ركعت وبك آمنت ولك اسلمت خشع
لك سمعي وبصري ومخي وعظامي وعصبي واذا رفع قال سمع الله لمن حمده ربنا ولك
الحمد ملء السموات والارض وما بينهما وملء ما شئت من شيء بعد واذا سجد قال اللهم
لك سجدت وبك آمنت ولك اسلمت سجد وجهي للذي خلقه وصوره فاحسن صورته وشق
سمعه وبصره وتبارك الله احسن الخالقين واذا سلم من الصلاة قال اللهم اغفر لي ما

قد تمت

نسخہ جامع الازہر کا عکس



نفعل هذا ثم امرنا بهذا يعني الامساك على الركبتين باب من لم
يذكر الرفع عند الركوع حدثنا عثمان بن ابي شيبة ثنا وكيع عن سفيان
عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله بن
مسعود الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع
يديه الا مرة حدثنا محمد بن الصباح البزاز ثنا شريك عن يزيد بن ابي زياد
عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح
الصلاة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود حدثنا عبد الله بن محمد الزهري
ثنا سفيان عن يزيد نحو حديث شريك لم يقل ثم لا يعود قال سفيان قال لنا بالكوفة
بعد ثم لا يعود قال ابو داود وروى هذا الحديث هشيم وخالد وابن ادريس



قال عبد الله علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر ورفع يديه فلما ركع طبق
يديه بين ركبتيه قال فبلغ ذلك سعدا فقال صدق اخي قد كنا نفعل هذا
ثم امرنا بهذا يعني الامساك على الركبتين باب من لم يذكر الرفع عند الركوع
حدثنا عثمان ابن ابي شيبة قال حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم يعني
ابن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله ابن
مسعود الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع
يديه الا مرة حدثنا محمد بن الصباح البزاز قال حدثنا شريك عن يزيد ابن ابي زياد
عن عبد الرحمن ابن ابي ليلى عن البراء ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح
الصلاة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود حدثنا عبد الله بن محمد الزهري قال حدثنا

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا طبقہ ثانیہ کی بحث کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس پر بحث کرتے ہوئے نور العینین ص ۱۳۸ پر لکھتے ہیں۔

"حاکم نیشاپوری نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ (معرفتہ علوم الحدیث صہ ۱۰۶) حاکم نیشاپوری حافظ ابن حجر سے زیادہ متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔

جواب:

زبیر علیزئی صاحب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین کی حدیث کے جواب سے اِس قدر عاجز آ گئے کہ انہوں نے سفیان ثوری کی تدلیس اور پھر مدلسین کے طبقات کی بحث میں اُلجھ کر رہ گئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کے بعد طبقات کی بحث کا مقصد صرف اِس حدیث کو کسی طرح ضعیف ثابت کرنا ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب اِس میں بالکل ناکام رہے۔

زبیر علیزئی صاحب ایک طرف اِس کتاب نور العینین صہ ۱۳۸ پر امام حاکم کے قول کی بنیاد پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثالثہ کا قرار دیا۔ (کیونکہ یہ حدیث اِن کے مسلک کے خلاف ہے)۔ اور طبقات کا اقرار کیا۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے اپنے ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ص ۶۱ تا ص ۴۷ ۴۲ پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے طبقاتی تقسیم سے اختلاف اور انکار کیا۔

امام حاکم کی عبارت میں تحریف:

زبیر علیزئی صاحب نے امام حاکم کے معرفۃ علوم الحدیث صہ ۱۰۶ کے استدلال سے جو امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا ہے وہ صرف اور صرف علمی بددیانتی اور تحریف ہے۔ کیونکہ امام حاکم نے مدلسین پر طبقات کا اطلاق نہیں کیا۔ انہوں نے معرفۃ علوم الحدیث صہ ۱۶۵ تا صہ ۱۷۱ پر مدلسین کی اجناس (قسمیں) کا اطلاق کیا ہے۔ اور اس کے برعکس زبیر علیزئی اپنے ماہنامہ رسالہ الحدیث شمارہ نمبر صہ ۶ صفحہ نمبر صہ ۴۷ پر طبقات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ یہ تو قارئین ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ زبیر علیزئی صاحب تحقیق میں کس حد تک غیر جانبدار ہیں۔

کیا زبیر علیزئی صاحب امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کی اقسام سے اتفاق کرتے ہیں؟

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تدلیس کے اجناس کا ذکر کیا ہے۔مگر زبیر علیزئی صاحب اِسے طبقات کہنے پر بضد ہیں۔جوایک علمی بددیانتی ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی معرفۃ علوم الحدیث صہ ۱۰۶ پر جو تدلیس کی اجناس شمار کی ہیں۔اِن کا جائزہ لینا اِس مضمون میں نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

(۱) امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے جنس اول کی تعریف لکھی ہے۔

"فاولها التابعون الذين لا يدلسون الا عن ثقة مثلهم او اكبر كابي سفيان طلحة بن نافع وقتادة."

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے طبقہ جنس اولیٰ میں ابی سفیان طلحہ بن نافع اور قتادہ بن دعامتہ کا ذکر کیا اور اصول بتایا کہ اِس طبقہ میں وہ راوی ہیں جو صرف ثقہ سے تدلیس کرتے ہیں۔

نوٹ:۔

اِس مقام پر یہ سوال اہم ہے کہ کیا زبیر علیزئی صاحب ابوسفیان طلحہ بن نافع اور قتادہ بن دعامتہ کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق طبقہ اولیٰ کا راوی مانتے ہیں؟ مگر حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہے۔

اوّل: زبیر علیزئی صاحب طلحہ بن نافع الواسطی ابوسفیان کو اپنی کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین صہ ۵۲ پر طبقہ ثالثہ کا قرار دیا اور اِس پر سکوت کیا اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہے۔

دوم: زبیر علیزئی صاحب قتادہ بن دعامۃ کو اپنی کتاب الفتح المبین صہ ۵۸ پر طبقہ ثالثہ میں لکھا ہے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہے۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ زبیر علیزئی صاحب امام حاکم کی طبقہ اولیٰ کی تقسیم سے کلیتاً اختلاف کرتے ہیں۔ جب زبیر علیزئی صاحب امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے مدلسین کی جنس اولیٰ سے اختلاف کرتے ہیں تو امام حاکم کی جنس ثالث (جس میں سفیان ثوری ہیں) سے اتفاق کیوں کرتے ہیں؟ یہ تو ظاہر ہے زبیر علیزئی صاحب کے پیش نظر کوئی اصول نہیں ہے۔ صرف مسلکی حمایت کا شاخسانہ ہے۔

(۲) امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ تدلیس کی جنس ثانی کے بارے لکھتے ہیں:

"من کان یقول قال فلان فاذا حصل لهم من ینقر عن سماعهم ذکر وامن سمعوه منه کا ابن عینیة وابن اسحاق وهشیم وغوهم" معرفته علوم الحدیث صه ۱۰۶

امام حاکم نے جنس ثانی میں سفیان بن عینیہ وابن اسحاق اور ہشیم بن بشیر کا ذکر کیا ہے۔

نکتہ: اِس مقام پر یہ سوال پھر اُبھرتا ہے کہ کیا زبیر علیزئی صاحب امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی اِس تقسیم سے اختلاف کرتے ہیں یا اتفاق؟

اوّل: سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کو زبیر علیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ۴۲ پر طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا ہے۔

دوم: محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو زبیر علیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ۲۷ پر طبقہ رابعہ کا مدلس لکھا ہے۔

سوم: ہشیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ کو زبیر علیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ۶۶ پر طبقہ ثالثہ کا قرار دیا ہے۔

اِس تفصیل بالا سطور سے یہ بات واضح ہوگی کہ زبیر علیزئی صاحب امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی جنس ثانی کی تقسیم سے کلیتاً اختلاف کرتے ہیں۔ جب امام حاکم کی جنس ثانی کی تقسیم سے اِنکار کرتے ہیں تو جنس ثالث سے اتفاق کیوں......

(۳) امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ جنس ثالث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"من یدلس عن اقوام مجھولین لا یدری من ھم کسفیان الثوری و عیسی بن موسی غنجار و بقیۃ بن الولید"

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے جنس ثالث میں سفیان ثوری، عیسیٰ بن موسیٰ غنجار اور بقیۃ بن ولید کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے جنس ثالث میں اُن مدلسین کا ذکر کیا ہے جو مجھولین سے تدلیس کرتے تھے۔ یعنی جنس ثالث میں وہ مدلس راوی ہیں جو مجھولین سے روایت کرتے ہیں۔ مگر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ مجھولین سے روایت کرتے تھے بالکل غلط اور باطل ہے۔ میرے علم کے مطابق کسی محدث سے صحیح سند کے ساتھ یہ قول ثابت نہیں۔

اوّل: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو زبیر علیزئی صاحب الفتح المبین ص ۳۹۔۴۰ پر طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا ہے اور اِس طرح نور العینین صہ ۱۳۸ پر طبقہ ثالثہ کا قرار دیا ہے۔

دوم: عیسیٰ بن موسیٰ غنجار کو زبیر علیزئی صاحب نے الفتح المبین صہ ۲۷ پر طبقہ رابع کا مدلس قرار دیا ہے۔

سوم: بقیہ بن ولید رحمۃ اللہ علیہ کو زبیر علیزئی صاحب نے الفتح المبین ص ۶۹ پر عرب عالم مسفر ابن الدمینی کے قول پر طبقہ ثالثہ کا لکھا ہے جبکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات المدلسین میں اسے طبقہ رابعہ میں ذکر کیا ہے۔

اِس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ زبیر علیزئی کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی جنس ثالث کی تقسیم سے بھی اتفاق نہیں ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کو جب امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے تدلیس کی جنس اولیٰ کے مدلسین اور جنس ثانی کے مدلسین سے اختلاف ہے تو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے جنس ثالث (مدلسین) کی تقسیم سے اتفاق کیوں؟

اِس تحقیق سے بات واضح ہو گئی کہ زبیر علیزئی صاحب کو صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے امام حجۃ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت کرنے کی ضرورت تھی اور انہوں نے اِس ضرورت کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تقسیم سے بے ربط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مگر زبیر علیزئی صاحب کا یہ عجب علمی وطیرہ ہے کہ مدلسین کی روایتوں کو قبول اور رد کرنے کے اصول تو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کرتے ہیں۔ مگر تدلیس کی طبقات کی تقسیم میں صرف امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول قبول کرتے ہیں۔

زبیر علیزئی صاحب کا یہ عجب علمی اور تحقیقی منہج ہے کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تقسیم سے تو انکار اور اختلاف مگر اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے امام سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں ثابت کرنے کے لئے صرف امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قطع و برید ہ قول نقل کر رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب اپنے اس منہج پر نظر ثانی ضرور کریں گے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے استدلال جمہور محدثین کرام کے خلاف اور اصول کے برعکس ہے۔

۱۔ امام حاکم کے قول سے زبیر علیزئی صاحب کا اختلاف:

زبیر علیزئی صاحب مسلکی حمایت میں امام حاکم کا قول پیش کیا مگر حقیقت میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے قول اور مدلسین کے طبقات کی تقسیم سے خود زبیر علیزئی صاحب اختلاف کرتے ہیں۔

مستدرک حاکم ۴/۱۳ میں **اعمش عن ابی وائل عن مسروق عن عائشہ** رضی اللہ عنہا ...... **الخ** کی روایات کو امام حاکم اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے الحدیث شمارہ ۳۳ صفحہ ۴۴ پر امام حاکم اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو غلط لکھا ہے۔ عجب تحقیق ہے ایک جگہ امام حاکم کے قول کو ماننا اور دوسری طرف اِن کی تحقیق کو غلط لکھنا۔

۲۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو وہم قرار دینا:

زبیر علیزئی صاحب رسالہ الحدیث نمبر صہ ۴۸ پر امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''امام حاکم کے علاوہ تمام محدثین نے ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں اِن کے وہم کی تردید کی ہے۔'' یہ عجیب تضاد ہے کہ ایک مقام پر امام حاکم کا قبول کرنا اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تردید کرنا۔ اور دوسرے مقام پر تدلیس کے ہی موضوع پر امام حاکم کے قول کو رد کیا اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو قبول کرلیا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی معنعن روایات کی تصحیح:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک حاکم علی صحیحین میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً ۲۴۳ روایات لیں ہیں۔ اور ۹۸٪ روایات معنعن / اور عن سے روایات ہیں۔ امام حاکم

رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان ثوری کی معنعن/عن والی روایات کی تصحیح کی اور ساتھ ہی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن کی موافقت کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حاکم کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی معنعن روایات صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مستدرک حاکم حدیث نمبر: ۳۷۔۹۰۔۹۱۔۹۶۔۹۵۔۱۰۹۔۱۱۷۔۱۲۵۔۱۲۸۔۱۳۷۔۱۵۵۔۱۶۸۔۱۷۴۔ ۱۷۱۔۱۷۵۔۲۶۵۔۲۷۶۔۲۶۸۔۳۲۹۔ وغیرہ مستدرک حاکم میں سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا طبقہ ثانیہ کا مدلس ہونا

یہ ایک اہم امر ہے کہ اس بات کا احاطہ کیا جائے کہ محدثین کرام کا اتفاق امام حاکم کے طبقات (بقول زبیر علیزئی صاحب) کے قول سے تھا یا حافظ صلاح الدین العلائی رحمۃ اللہ علیہ کے طبقات مدلسین کے ساتھ ہے۔

(۱) حافظ صلاح الدین العلائی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

حافظ صلاح الدین العلائی نے جامع التحصیل صہ ۱۳۰ پر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا۔

(۲) امام سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام بن العجمیؒ نے التبیین اسماء المدلسین پر امام سفیان ثوری کو مدلس قرار دینے کے بعد ص ۲۶ پر حافظ العلائی کے اصول کے مطابق طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔

(۳) امام ابوزرعۃ العراقی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام ابوزرعہ العراقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المدلسین صہ ۵۲ پر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس کہنے کے بعد ص ۱۰۹ پر حافظ العلائی کے اصول کے مطابق طبقہ ثانیہ کا مدلس کیا۔

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ طبقات المدلسین صہ ۳۲ اور النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ۲ ص ۶۳۹ پر سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا۔

سفیان ثوری کی تدلیس غیر مقلدین کی نظر میں

سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں لکھنا زبیر علیزئی کا تفرد اور غلطی ہے۔ مندرجہ بالا محدثین کے علاوہ غیر مقلدین حضرات کے علماء بھی محدث سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیتے ہیں۔

(۵) محترم بدیع الدین شاہ راشدی:

محترم راشدی صاحب نے جزء منظوم فی اسماء المدلسین رقم ۲۲ قلمی میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔

(۶) محترم حافظ گوندلوی:

حافظ گوندلوی صاحب نے خیر الکلام میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا ہے۔

(۷) محترم یحییٰ گوندلوی:

محترم یحییٰ گوندلوی صاحب نے خیر البراھین فی الجھر بالتامین ص ۲۵، ۲۶ میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا۔

(۸) محترم محب اللہ شاہ راشدی:

مولانا محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے اپنے مضمون ایضاح المرام و استیفاء الکلام میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔ دیکھیے الاعتصام جون ۱۹۹۱ء اشاعت۔

(۹) شیخ حماد بن محمد الانصاری:۔

عرب عالم شیخ حماد بن محمد الانصاری اپنی کتاب "اتحاف ذوی الرسوخ" میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔

(۱۰) محدث مسفر بن غرم اللہ الدمینی:۔

عرب عالم محدث مسفر بن غرم اللہ اپنی کتاب "تدلیس فی الحدیث" صفحہ ۲۶۴ پر امام سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھتے ہیں۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ زبیر علیزئی صاحب نے اپنی کتاب "الفتح المبین فی طبقات المدلسین" میں مختلف مقام پر اپنے مسلکی حمایت میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ محدثین کرام کی جماعت حافظ ابن حجرؒ کے طبقات کی قائل ہے۔
لہٰذا جمہور کے نزدیک حافظ ابن حجرؒ کے طبقات کی تقسیم صحیح اور راجح ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کی مدلس لکھا ہے۔ اس طبقہ کے مدلسین کی حدیث صحیح ہوتی ہے۔

تدلیس پر زبیر علیزئی صاحب کے اوھام

یہ بات تو عیاں ہے کہ زبیر علیزئی صاحب تحقیق میں قابل قبول نہیں ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کو صرف تدلیس کے مضمون پر اِس قدر اضطراب اور وہم ہیں کہ زبیر علیزئی صاحب خود اِس سے عاجز ہیں۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب نے تدلیس پر اپنے اصول بارہا بدلے جو ان کی تصانیف میں عیاں اور واضح ہے۔ ذیل میں ہم زبیر علیزئی صاحب کے اضطرابات کا جائزہ لیتے ہیں۔

(اضطراب نمبر۱) زبیر علیزئی صاحب نے پہلی مرتبہ نور العینین شائع کی تو سفیان ثوریؒ کو حافظ العلائی کے جامع تحصیل کے حوالے سے طبقہ ثالثہ کا مدلس کہا۔

(اضطراب نمبر۲) زبیر علیزئی صاحب کا جب ۱۹۸۹/۱۴۰۸ھ میں عبد الرشید الانصاری کے ساتھ جرابوں پر مسح کے موضوع پر تحریری مناظرہ ہوا تو سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا۔ (جرابوں پر مسح صہ ۴۰)

یہی تحقیق راجح اور صحیح ہے اور راقم الحروف نے اسے ہی نور العینین اور التاسیس فی مسئلۃ التدلیس (مطبوعہ ماہنامہ الحدیث: ۳۳) میں اختیار کیا ہے۔

یاد رہے کہ عبد الرشید انصاری صاحب کے نام میرے ایک خط (۱۹/۸/۱۴۰۸ھ) ۱۹۸۹ء میں سفیان ثوری کے بارے میں یہ لکھا گیا تھا کہ

"طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس مضر نہیں ہے۔" (جرابوں پر مسح ص ۴۰)

میری یہ بات غلط ہے، میں اس سے رجوع کرتا ہوں لہٰذا اسے منسوخ و کالعدم سمجھا جائے، عینی حنفی لکھتے ہیں کہ "وسفیان من المدلسین والمدلس لا یحتج بعنعنته إلا أن یثبت سماعه من طریق آخر" اور سفیان (ثوری) مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی الا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ (عمدۃ القاری ۱۱۲/۳)

[۱۱/محرم ۱۴۲۴ھ ، ۱۵/مارچ ۲۰۰۳ء]

تنبیہ: یہ سوال و جواب ماہنامہ شہادت اسلام آباد (اپریل ۲۰۰۳ء ص ۳۹) میں بھی شائع ہوا تھا۔

(اضطراب نمبر۳) زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۲۷ ایڈیشن اپریل ۲۰۰۲ء پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو پھر حافظ العلائی رحمۃ اللہ علیہ کے جامع تحصیل کے حوالے سے طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا۔ کیونکہ اِس صفحہ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر زبیر علیزئی صاحب اعتراض کرتے کیونکہ یہ دلیل احناف کے حق میں تھی۔ لہٰذا سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھا۔

طبقہ ثانیہ کی بحث

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ غضب کے مدلس تھے' لہٰذا ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ ❸ [illegible] حافظ السیوطی نے [illegible]

حافظ العلائی کیکلدیؒ نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ ❹

حافظ العلائی (694-761ھ) حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج بالا دلائل کی روشنی میں حافظ العلائی کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔

فائدہ نمبر 1

صہ ۱۰۳ سفیان ثوری درج ذیل شیوخ سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔

حبیب بن ابی ثابت' سلمہ بن کہیل' منصور (وغیرھم) ❺

---

❶ (علوم الحدیث عرف مقدمہ ابن الصلاح ص 99)

❷ (الکفایہ ص 362 و لفظہ لا یکون حجۃ فیما دلس) نیز ملاحظہ فرمائیں شرح علل الترمذی لابن رجب ج 1 ص 353) ❸ (طبقات المدلسین ص 32) ❹ (جامع التحصیل ص 99)

❺ (العلل الکبیر للترمذی 966/2' التمہید لابن عبدالبر 34/1 شرح علل الترمذی 751/2)

(اضطراب نمبر۴) زبیر علیزئی صاحب نے جزء رفع یدین صہ ۲۶ جون ۲۰۰۳ء اشاعت میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ میں درج کرنے کے موقف سے رجوع کیا۔ جو انہوں نے جرابوں پر مسح صہ ۶۰ پر لکھا تھا۔

جزء رفع الیدین 26

ایک خط (۱۴۰۸/۸/۱۹ھ) میں راقم الحروف نے غلطی سے لکھ دیا کہ:

''طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس مضر نہیں ہے۔'' [جرابوں پر مسح ص ۶۰]

بعد میں علم ہونے کے بعد میں نے علانیہ اس سے رجوع کیا اور یہ رجوع ماہنامہ شہادت میں شائع کرایا۔ میں نے لکھا:

''میری یہ بات غلط ہے۔ میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔ لہذا اسے منسوخ و کالعدم سمجھا جائے گا۔''

[ماہنامہ شہادت ج ۱۰ شمارہ ۴ ص ۴۹ ب مطبوعہ اپریل ۲۰۰۳]

نوٹ:۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری صرف وہی کتاب ہی مستند و معتبر ہے جس کے ہر ایڈیشن کے آخر میں میرے دستخط مع تاریخ موجود ہیں۔ اس شرط کے بغیر شائع شدہ کتاب کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔

اختتام

آخر میں عرض ہے کہ رفع الیدین کے اثبات کے دلائل اور مانعین رفع الیدین کے شبہات کے مفصل جوابات میں نے ''نور العینین'' میں دے دیئے ہیں۔ تفصیل کے طالب حضرات کے لئے ''نور العینین'' کا مطالعہ ضروری ہے۔ عام لوگوں کے لئے امام بخاری کی جزء رفع الیدین مع تحقیق، ہی کافی ہے والحمد للہ وما توفیقی الا باللہ والیہ انیب۔

حافظ زبیر علی زئی

۲۵ جون ۲۰۰۳ء

(اضطراب نمبر۵) زبیر علیزئی صاحب نے القول المبین فی الجہر بالتامین صہ ۱۹ طبع جنوری ۲۰۰۴ء میں امام زھری رحمۃ اللہ علیہ کو حافظ العلائی کی جامع التحصیل کے حوالے سے طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا اور صہ ۲۰ پر زہری کی تدلیس کی وجہ سے حدیث کوضعیف لکھا۔ معلوم ہوا کہ حافظ العلائی کے طبقات کا اقرار کیا اور پھر بھی حدیث کوضعیف لکھا۔

(اضطراب نمبر۶) مگر زبیر علیزئی صاحب نے اپنی تحقیقی کتاب الفتح المبین فی طبقات المدلیس طبع ۲۰۰۵ء میں طبقات کا اقرار کیا مگر راویوں کی طبقاتی تقسیم میں گڑ بڑ کردی۔ جو ان کی مذہبی منافرت پر مبنی تھی۔ اور عرب عالم مسفر ابن غرم اللہ دمینی کی کتاب تدلیس فی الحدیث پر اعتماد کیا۔ جو بالکل ہی باطل اور غلط ہے۔

(اضطراب نمبر ۷) زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۸ طبع دسمبر ۲۰۰۶ء میں پھر سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا۔ مگر اِس مرتبہ حافظ العلائی کے قول سے نہیں حافظ امام حاکم کی معرفۃ علوم الحدیث کے حوالے سے انہیں طبقہ ثالثہ کا قرار دیا۔ اور حافظ العلائی کے قول سے انہوں نے اپنے وہم کا اقرار کیا۔

طبقہ ثانیہ کی بحث

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جناب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ غضب کے مدلس تھے، لہٰذا ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے مگر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ [طبقات المدلسین ص ۳۲]

حاکم نیشاپوری نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ ۱۱۲

[معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۶ و جامع التحصیل ص ۹۹]

حاکم نیشاپوری حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔

فائدہ نمبر ۱: سفیان ثوری درج ذیل شیوخ سے تدلیس نہیں کرتے تھے:

حبیب بن ابی ثابت، سلمہ بن کہیل اور منصور (وغیرہم)

[العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲، التمہید لابن عبدالبر ۳۴/۱، شرح علل الترمذی ۷۵۱/۲]

(اضطراب نمبر ۸) زبیر علیزئی صاحب ماہنامہ الحدیث نمبر ۳۳ صفحہ نمبر ۵۶۔۵۵ طبع فروری ۲۰۰۷ء میں حافظ العلائی، حافظ ابن حجر اور امام حاکم کے طبقات کا انکار کر دیا۔ اور صرف دو طبقوں کا اقرار کیا۔ طبقہ اولیٰ (مدلس نہیں ہیں)۔ طبقہ ثانیہ (مدلس ہیں)۔

بلکہ حق وہی ہے جو امام شافعی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

ہمارے نزدیک جن راویوں پر تدلیس کا الزام ہے ان کے دو طبقے ہیں:

(۱) طبقۂ اولیٰ: ان پر تدلیس کا الزام باطل ہے۔ تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مدلس نہیں تھے۔ مثلاً ابو قلابہ وغیرہ (دیکھئے النکت للعسقلانی ج ۲ ص ۶۳۷)

لہٰذا ان کی عن والی روایت (معاصرت ولقاء کی صورت میں) مقبول ہے۔

(۲) طبقۂ ثانیہ: وہ راوی جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے مثلاً قتادہ، سفیان ثوری، اعمش، ابو الزبیر، ابن جریج اور ابن عیینہ وغیرہم۔

ان کی غیر صحیحین میں ہر معنعن روایت (جس میں کہیں بھی تصریح سماع نہ ملے) عدمِ متابعت اور عدمِ شواہد کی صورت میں مردود ہے۔ هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

(اضطراب نمبر ۹) زبیر علیزئی صاحب نے وہم میں غوطہ زن ہوئے اور اپنے ماہنامہ رسالہ الحدیث نمبر ۴۲ صہ ۲۶ طبع نومبر ۲۰۰۷ء میں دوبارہ طبقات کا اقرار کیا اور سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا اقرار کیا۔

(اضطراب نمبر ۱۰) زبیر علیزئی صاحب پھر اضطراب کا شکار ہوئے اور رسالہ الحدیث نمبر ۴۶ صہ ۱۰ امارچ ۲۰۰۸ء میں پھر سے طبقات کی تقسیم کا انکار کر دیا۔ اور لکھا کہ "یاد رہے کہ طبقات المدلسین کے طبقات کی تقسیم جدید و قدیم محققین میں سے کسی کو بھی من وعن قبول نہیں ہے چاہے یہ محققین اہل حدیث میں سے ہوں یا غیر اہلحدیث میں سے۔

جدید دور کے بعض محققین کا تحقیق میں عجیب طرزِ عمل ہے۔ ابوالزبیر، حسن بصری اور بعض مدلسین کی معنعن روایات کو یہ لوگ ضعیف کہتے ہیں چاہے بعض روایات صحیحین میں سے ہی کیوں نہ ہوں! اور سفیان ثوری، سلیمان الاعمش اور قتادہ وغیرہ مدلسین کی روایات کو علانیہ صحیح قرار دیتے ہیں۔ اس دوغلی پالیسی کی اصل بنیاد کیا ہے؟ یہ ہمیں معلوم نہیں تاہم ان محققین کا یہ طرزِ عمل باطل ہے۔

یاد رہے کہ طبقات المدلسین کے طبقات کی تقسیم جدید وقدیم محققین میں سے کسی کو بھی من وعن قابلِ قبول نہیں ہے چاہے یہ محققین اہلِ حدیث میں سے ہوں یا غیر اہلِ حدیث میں سے۔

تدلیس کے سلسلے میں اس تفصیل کے بعد عرض ہے کہ مذکورہ بالا روایت کا ایک حسن لذاتہ شاہد صحیح ابن حبان میں موجود ہے جس میں آیا ہے کہ "إن الميت إذا وضع في قبره ... فيجلس قد مثلت له الشمس و قد آذنت للغروب ... فيقول: دعوني حتى أصلي" (الاحسان: ۳۱۰۳ دوسرا نسخہ: ۳۱۱۳، الموارد: ۷۸۱ وسندہ حسن)

اس شاہد کے ساتھ روایتِ مذکورہ حسن ہے لیکن "یمسح عینیہ" پھر وہ آنکھیں ملتا ہوا (اٹھ بیٹھتا ہے) کا کوئی صحیح شاہد نہیں ہے لہٰذا یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۹) وعن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ((إن الميت يصير إلى القبر فيجلس الرجل في قبره من غير فزع ولا مشغوب ثم يقال:

سطور بالا تفصیل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کی تحقیقات پر اعتماد صحیح نہیں۔ اور اِن کے اکثر قول باطل اور مردود ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کی کتاب الفتح المبین فی طبقات المدلسین کے مراجع محترم ارشاد الحق اثری صاحب ہیں۔ مگر ارشاد الحق اثری صاحب بھی زبیر علیزئی صاحب کے تدلیس کے موضوع پر اِن کے موقف سے اختلاف کرتے ہیں۔ اور غیر مقلد راشدی صاحب نے تو زبیر علیزئی صاحب کے تدلیس کی طبقاتی تقسیم کے رد میں ایک مستقل مضمون لکھا (''تسکین القلب المشوش باعطاء التحقیق فی تدلیس الثوری والاعمش'' دیکھیے رسالۃ الحدیث نمبر۲ صہ ۳۵)۔ جو رسالۃ الاعتصام لاہور سے چھپ چکا ہے اور ایضاح المرام واستیفاء الکلام رسالۃ الاعتام ۷ جون ۱۹۹۱ء۔

سفیان ثوری کی تدلیس پر علمی بحث اور مدلس کا عنعنہ

زبیر علیزئی صاحب کے تدلیس پر خرافات کا تفصیلی بیان گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تدلیس پر زبیر علیزئی صاحب کے خرافات کی مکمل قلعی کھولی جائے تاکہ پڑھنے والے کو تحقیق کا اعلیٰ معیار میسر آسکے۔ زبیر علیزئی صاحب کا طبقات کو ماننا اور پھر اِن کا انکار کرنا نہایت ہی صاف اور ان کی تحریروں میں عیاں ہے۔ زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۴ پر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی (میزان الاعتدال ۲/ ۱۶۷) (سیر اعلام النبلاء ۷/ ۲۴۲) سے كان يدلس عن الضعفاء اور و ربما دلس عن ضعفاء اور يحدث عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۷/ ۲۷۴) اور پھر صہ ۱۳۵ پر صلاح الدین العلائی کی جامع تحصیل فی احکام المراسیل صہ ۹۸ کے حوالے سے من يدلس عن اقوام مجهولين

اور حافظ ابن رجب کی (شرح علل ترمذی ۱/۳۵۸) کے حوالے سے کان ثوری وغیرہ یدلسون عمن لم یسمعوا کے الفاظ نقل کرنے کے بعد نور العینین صہ ۱۳۸ پر مدلس کا عنعنہ کے تحت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول الرسالۃ شافعی صہ ۳۸۰ اور امام ابن معین کا قول لا یکون حجۃ فیما لیس (الکفایۃ صہ ۳۶۲) نقل کیا ہے۔

جواب:

مختلف محدثین کرام نے اپنی رائے کا اظہار تدلیس کے بارے میں کیا۔ جس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ مگر ان دونوں کے اقوال جمہور کا مذہب اور مسلک پر نہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے النکت علی ابن صلاح صہ ۶۱۴ پر تدلیس کے بارے درج ذیل مختلف اقوال نقل کیے۔

(۱) بعض اہل حدیث کا مسلک تو یہ ہے کہ مدلس کی کوئی روایت مقبول نہیں اگرچہ سماع کی تصریح بھی کر دے۔ (جامع تحصیل صہ ۹۸)

(۲) ایک مرتبہ بھی اگر کسی نے تدلیس کی تو جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کرے اس کی روایت مقبول نہیں اور یہ مسلک امام شافعی اور ان کے اتباع کا ہے۔

(ابن صلاح صہ ۹۹) (الرسالۃ صہ ۳۸۰)

(۳) اگر صرف ثقہ سے تدلیس کرے تو اس کا عنعنہ مقبول ہے ورنہ بغیر تصریح سماع اس کی روایت مقبول نہیں۔ یہ مسلک امام بزار، حسین کرابیسی اور ابوالفتح الازدی کا ہے۔ (شرح الفیۃ العراقی ۱/۱۸۳) (سوالات حاکم ۱۷۵) (الاحسان ۱/۹۰)

(۴) مدلس اگر ثقہ ہے تو اس کا عنعنہ بھی مطلقاً مقبول ہے۔ حافظ ابن حزم اور دیگر محدثین کا وہی مذہب ہے۔ (محلی ۷/۴۱۹۔ الاحکام ۶/۱۳۵)

(۵) اگر مدلس کی روایت میں تدلیس غالب ہے تو اس صورت میں جب تک حدثنا وغیرہ کے صیغہ نہ کہے اس کی روایت حجت نہیں۔ اگر تدلیس قلیل ہے تو اس کی معنعن روایت قبول ہوگی۔ یہ مسلک امام ابن المدینی اور جمہور محدثین کرام کا ہے۔

لہٰذا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی النکت ابن صلاح صہ ۱۶۴ پر تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء کا مذہب اور مسلک یہ ہے کہ اگر مدلس کی مدلس روایتیں قلیل یا کم ہو تو اس کی معنعن (عن والی) روایتیں صحیح ہونگی۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا ابوبکر صیرفی (شرح الفیۃ العراقی بالتبصرۃ والتذکرۃ ۱/۱۸۳)، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن معین کا اقوال نقل کرنا جمہور محدثین کے خلاف ہے لہٰذا ان کے اقوال کی حیثیت جمہور کے مقابلے میں صحیح نہیں۔ اور اگر ان کے اقوال کا مدنظر رکھا جائے تو امام شافعی اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے طبقات کی مطلقاً نفی ہو جاتی ہے لہٰذا ان کے اقوال سے استدلال صحیح نہیں۔ امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ خصوصاً سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کے قائل ہیں۔ (شرح علل ترمذی صہ ۲۶۷)

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تحقیق:

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۵ پر ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے استدلال کرتے ہیں۔ "وقد کان ثوری وغیرہ یدلسون عمن لم یسمعوا منه ایضاً" حالانکہ امام ثوری وغیرہ جن سے نہیں سنا ان سے بھی تدلیس کرتے تھے۔

جواب:

اس قول میں تدلیس کو ارسال کے معنی میں لیا ہے۔ کیونکہ صحیح قول کے مطابق جس سے اس مدلس راوی نے سوائے اس مدلسہ روایت کے اور روایات سنی ہو۔ اگر اس نے اس سے کچھ نہیں سنا تو یا یہ روایت مرسل خفی ہوگی یا مرسل۔ لہٰذا ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے استدلال غلط ہے۔ کیونکہ ان کا قول تدلیس پر لاگو ہی نہیں ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جائزہ:

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۸ پر امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں۔ "حکم یہ ہے کہ مدلس کی صرف وہی روایات قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی تصریح کرے۔ یہ بات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اس شخص پر جاری فرمائی ہے جو ایک دفعہ ہی تدلیس کرے۔

(ابن صلاح صہ ۹۹ الرسالۃ امام شافعی صہ ۳۸۰)

جواب:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے طبقات کی مطلقاً نفی ہوتی ہے مگر زبیر علیزئی صاحب سفیان ثوری کو طبقہ ثالث کا مدلس قرار دیتے ہیں لہٰذا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے زبیر علیزئی کی تحقیق میں تعارض ثابت ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول جمہور کے موافق نہیں۔ دوسرا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جدید کتاب الام میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن/معنعن والی روایات سے استدلال کیا ہے۔ دیکھیے کتاب الام رقم ۹۷۸، رقم ۱۱۶۹، رقم ۱۹۱۹ جس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں یا حدیث کے لیے باعث ضعف نہیں ہے۔

نوٹ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الام میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ جو مدلس ہیں اِن سے تقریباً ۴۶۵ عن والی روایت نقل کیں۔ دیکھیے کتاب الام رقم ۳۔۶۔۸۔۱۰۔۱۱۔۱۹۔ ۲۱۔۲۷۔۳۰۔۳۱۔۳۵۔۳۶۔۳۸۔۵۳۔۱۰۰۱۔۱۰۱۱۔۱۰۱۵۔۱۲۶۰۔۱۷۰۰۔۱۷۱۰۔ ۲۰۵۱۔۲۱۲۱+۳۰۱۲۔۴۰۱۲۔۴۰۴۳۔۴۱۶۲۔۴۲۷۰۔ اِس تحقیق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدلس کی عن والی روایت کو قبول کرتے تھے اور اِن کا حوالہ نقل کرنا

زبیر علیزئی صاحب کو مفید نہیں ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کا الفتح المبین صہ ۱۴۱ پر امام شافعی کی سفیان بن عیینہ سے روایت کو محمول علی السماع کہنا خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصولوں کے خلاف ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا یہ قول مردود ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جائزہ:

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۸ پر امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول نقل کرتے ہیں۔ "مدلس اپنی تدلیس (عن روایت) میں حجت نہیں ہوتا (الکفایہ ۳۶۲)

جواب:

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بھی طبقات کی تقسیم کی مطلقاً نفی ہوتی ہے مگر نور العینین میں زبیر علیزئی صاحب طبقات کی تقسیم کے قائل ہیں۔ اور اس لئے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثالثہ قرار دیا۔ لہٰذا ان کی تحقیق میں تعارض ثابت ہوتا ہے اور ان کی تنقید مردود ثابت ہوتی ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول زبیر علیزئی صاحب کو مفید نہیں۔ کیونکہ امام یحییٰ بن معین اپنی کتاب مسند یحییٰ بن معین میں سفیان ثوری کی عن والی روایات کو نقل اور احتجاج کیا ہے۔ دیکھئے مسند یحییٰ بن معین قلمی جزء ثانی صہ ۱۵۷ صہ ۱۵۸)

اس سطور بالا تفصیل سے مندرجہ ذیل نکات عیاں ہوتے ہیں۔

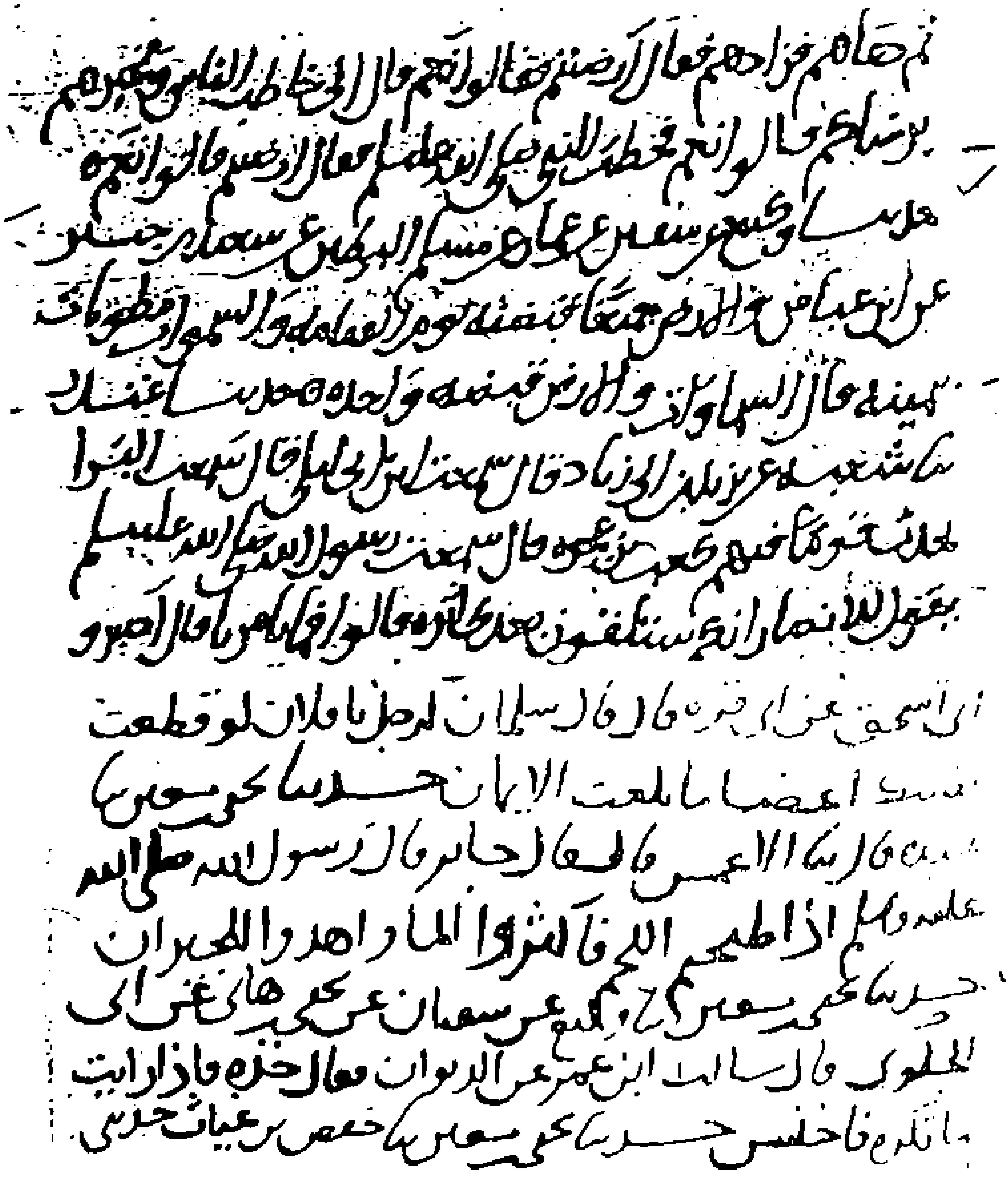
(۱) امام یحییٰ بن معین کے نزدیک سفیان ثوری کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

(۲) امام یحییٰ بن معین نے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا تھا۔ (یا)

(۳) امام یحییٰ بن معین کے اقوال میں تعارض اور تضاد ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے دونوں اقوال ساقط قرار پائینگے۔

معلوم ہوا کہ امام یحییٰ بن معین بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس سے استدلال کرتے تھے اور ان کی تدلیس حدیث میں ضعف کا سبب نہیں ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنے تحقیق سے رجوع کریں۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی ترک رفع یدین کی حدیث کو صحیح تسلیم کریں۔

مسند یحییٰ بن معین میں سفیان ثوری کی روایات کا عکس



ثم قال لهم [illegible] فقال ارضيتم فقالوا نعم قال [illegible] الناس [illegible]
بن سلام فقالوا انهم خطبت النبي صلى الله عليه وسلم فقال ارضيتم قالوا نعم
[illegible] وكيع عن سفيان عن عمار الدهني عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير
عن ابن عباس [illegible] الارض جميعا قبضته يوم القيامة والسموات مطويات
بيمينه قال السماء والارض في يمينه واحدة حدثنا [illegible]
[illegible] شعبة عن يزيد بن ابي زياد قال سمعت ابن ابي ليلى قال سمعت البراء
يحدث قوما فيهم كعب بن عجرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول للانصار انكم ستلقون بعدي اثرة قالوا فما تامرنا قال اصبروا
[illegible] ابي اسحق عن [illegible] قال سلمان لرجل يا فلان لو قطعت
[illegible] اعضاء ما بلغت الايمان حدثنا يحيى بن سعيد
[illegible] الاعمش [illegible] جابر قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا طبختم اللحم فاكثروا الماء واهدوا الجيران
حدثنا يحيى بن سعيد [illegible] عن سفيان عن حبيب [illegible]
[illegible] قال سالت ابن عمر عن الديوان فقال [illegible]
[illegible] حدثنا يحيى بن سعيد ثنا حفص بن غياث [illegible]

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جائزہ:

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۴ پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

(۱) کان یدلس عن الضعفاء (میزان الاعتدال ۲/۱۶۹)

(۲) وربما دلس عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۷/۲۴۲)

(۳) یحدث عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۷/۲۷۴)

جواب:

زبیر علیزئی صاحب کے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس لیے کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص مستدرک حاکم میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد روایات کی تصحیح میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح سے مندرجہ ذیل باتیں نمایاں ہوتی ہیں۔

(۱) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

(۲) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق سے رجوع کر لیا تھا۔ (یا)

(۳) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں اقوال میں تعارض ثابت ہونے کے بعد ان کے دونوں اقوال ساقط قرار پائینگے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی نزدیک صحیح ہوتی ہے۔ دیکھئے تلخیص مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۷۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۱۱۷۔ ۱۲۵۔ ۱۲۸۔ ۱۳۷۔ ۱۵۵۔ ۱۶۸۔ ۱۷۱۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۲۶۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۸۔ ۳۲۹ وغیرہ

انتباہ:

زبیر علیزئی صاحب کا حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس قرار دینا ان کو مفید نہیں کیونکہ وہ اپنی کتاب الفتح المبین ص ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ ''تدلیس وارسال شئ واحد عند الذھبی'' یعنی تدلیس اور ارسال علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ جب علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تدلیس اور ارسال میں فرق نہیں کرتے تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کیسے قبول کیا۔

نوٹ:

زبیر علیزئی صاحب کا حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کرنا مفید نہیں۔ کیونکہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المہذب فی اختصار السنن الکبیر ۱/۵۲۵ رقم ۲۲۶۸ پر اِس حدیث پر سکوت کیا ہے۔ اور سند پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی اور نہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس پر بحث کی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اِن کی معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں۔ اور ترک رفع یدین والی حدیث پر تو علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سکوت کیا ہے۔

مدلس راوی کا حکم

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے النکت علی ابن اصلاح صہ ۶۱۴ پر محدثین کرام کے مختلف مذاہب تدلیس کے بارے میں نقل کیے اور امام علی بن مدینی کے مسلک کو راجح اور جمہور کے مطابق قرار دیا۔ اور امام علی بن مدینی کا مسلک صاف ظاہر ہے کہ مدلس کی وہ معنعن روایت (عن والی) قبول ہوگی جس کی تدلیس والی روایتیں قلیل یا کم ہو۔ (دیکھئے الکفایہ ص ۳۶۲ خطیب بغدادی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے لکھتے ہیں۔

"لا اعرف لسفیان عن هؤلاء تدليسا (ما) اقل تدیسه" یعنی آپ کی کتنی کم تدلیس تھی۔ (علل الکبیر ترمذی ۲/۹۶۶)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے لکھتے ہیں۔ "وما اشاء اليه شيخاص اطلاق تخريج اصحاب الصحيح لطائفة منهم حيث جعل منهم قسما احتمل الائمة تدليسه وخرجو اله في الصحيح لا مامته و قلة تديسه في جنب ماروى كالثورى يتنزل على هذا لايسما وقد جعل من هذا القسم من كان لا يدلس الاعن ثقة كا بن عينية".

(ترجمہ) اور جس کی طرف حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا کہ مدلسین کی ایک جماعت

سے اصحاب صحیح نے علی الاطلاق اپنی کتب میں روایات کی تخریج کی ہے اوران مدلسین کی ایک قسم وہ بتائی ہے جس کی تدلیس کو ائمۃ حدیث نے قبول کیا ہے۔ اوران کی روایت اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ ان مدلسین کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے انہوں نے جو بہت سی روایات کی ہیں۔ ان کے عقائد میں ان کے مقابلہ میں مثلاً امام ثوری اسی بات پر محمول سمجھا جائے خصوصا اس قسم میں اس مدلس کو بھی داخل کیا ہے جو ثقہ کے سوا تدلیس نہیں کرتا تھا۔ مثلاً ابن عیینہ معلوم ہوا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری کے عن والی روایت صحیح ہوتی ہیں۔ (فتح المغیث ج ا ص ۱۷۷)

حافظ صلاح الدین العلائی اور سفیان ثوری کی تدلیس:

حافظ علائی سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے لکھتے ہیں۔ "او لقلة تدليس في جنب ما روى" ص ۱۱۳ جامع تحصیل مندرجہ بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محدثین کرام کے نزدیک جس راوی کی تدلیس اُس کی دیگر روایات کے مقابلے میں کم ہوگی اُس کی تدلیس قابل قبول ہوگی۔ معلوم ہوا کہ امام بخاری، حافظ ابن کثیر اور حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی قلت تدلیس کی وجہ سے ان کی تدلیس مضر نہیں ہوتی۔ اور یہی تحقیق محدثین کرام کے نزدیک راجح اور مضبوط ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس بات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے کہ محدثین کرام خصوصا صحاح ستہ کے محدثین کا منہج اور طریقہ کار سفیان ثوری کی تدلیس کو قبول کرنے میں کیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس محدثین کرام کی نظر میں

اِس تحریر میں اِس بات کی اہمیت انتہائی زیادہ ہے کہ ہم محققانہ جائزہ لے سکیں کہ محدثین کرام سفیان ثوری کی عن/معنعن روایت کے بارے میں کیا منہج اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ محدثین کرام بڑی ہی مہارت تامہ کے ساتھ زاویوں کی روایت نقل کرتے تھے اور متعدد محدثین کرام روایات کے بعد ان کی علت بھی بیان کرتے ہیں۔

۱۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی میرے علم کے مطابق تقریباً ۱۱۳ معنعن/عن والی روایات نقل کیں ہیں۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج سے ظاہر ہوتا ہے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی معنعن روایات صحیح اور قابل احتجاج ہیں۔

سنن نسائی میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کی تفصیل

حدیث نمبر:-

۳۷۔۴۹۔۶۹۔۷۰۔۷۷۔۸۷۔۱۱۱۔۱۱۴۔۱۲۶۔۱۲۷۔۱۳۴۔۱۳۶۔ ۱۴۱۔ ۱۵۵۔ ۱۷۱۔

۱۸۹۔۲۰۰۔۲۲۴۔۲۳۷۔۲۴۳۔۲۵۱۔۲۵۳۔۲۶۴۔۲۷۷۔۲۸۴۔۲۹۲۔۲۹۴۔۳۰۰۔۳۱۸۔

۳۲۴۔۳۲۷۔۳۴۳۔۳۵۰۔۳۶۳۔۳۸۱۔۳۸۲۔۳۸۳۔۳۹۰۔۳۹۸۔۴۰۲۔۴۷۳۔۴۹۲۔

۵۲۴۔۵۴۹۔۵۹۸۔۶۱۵۔۶۱۸۔۶۴۱۔۶۵۰۔۶۵۴۔۶۵۷۔۶۵۸۔۷۴۴۔۷۵۶۔

۷۷۴۔۷۷۷۔۷۸۰۔۷۹۷۔۸۹۲۔۸۷۷۔۹۰۰۔۹۰۲۔۹۴۱۔۹۵۵۔۹۷۱۔۹۷۲۔

۱۰۳۴۔۱۰۴۴۔۱۰۵۴۔۱۰۶۶۔۱۱۳۰۔۱۱۳۱۔۱۱۶۷۔۱۱۷۰۔۱۲۲۸۔۱۲۶۶۔۱۲۷۱۔۱۲۷۲۔

۱۲۷۴۔۱۲۸۵۔۱۲۹۰۔۱۳۳۲۔۱۳۴۲۔۱۴۲۳۔۱۴۴۹۔۱۴۵۹۔۱۴۶۶۔۱۴۷۸۔۱۴۷۹۔

۱۵۰۶_۱۵۱۲_۱۵۱۶_۱۵۳۲_۱۵۳۳_۱۵۴۰_۱۵۴۱_۱۵۴۲_۱۵۴۴_۱۵۵۳_۱۵۵۹_

۱۵۷۲_۱۵۷۷_۱۵۹۷_۱۶۳۰_۱۶۳۲_۱۶۵۶_۱۶۷۰_۱۶۸۷_۱۶۹۲_۱۷۱۵_۱۷۲۸_

۱۷۶۲_۱۷۹۹_۱۸۵۱_۱۸۵۳_۱۸۷۳_۱۹۵۷_۱۹۵۹_۲۰۱۸_۲۰۲۲_۲۰۴۳_۲۰۴۸_

۲۰۵۶_۲۱۱۹_۲۱۲۴_۲۱۲۶_۲۱۲۷_۲۱۳۹_۲۱۵۲_۲۱۶۲_۲۱۷۷_۲۱۹۱_۲۱۹۳_۲۲۵۱_

۲۲۶۳_۲۲۸۶_۲۳۰۴_۲۳۳۶_۲۳۳۷_۲۳۷۴_۲۳۷۵_۲۳۷۶_۲۳۹۷_۲۴۷۰_

۲۴۷۸_۲۴۷۹_۲۴۸۹_۲۴۹۵_۲۴۹۷_۲۵۱۹_۲۵۲۴_۲۵۳۲_۲۵۵۴_۲۵۷۲_۲۴۰۶_

۲۶۱۲_۲۶۵۶_۲۶۵۷_۲۶۵۹_۲۶۶۰_۲۷۱۴_۲۷۵۰_۲۷۵۳_۲۸۰۰_۲۸۰۱_۲۸۲۱_

۲۸۷۷_۲۹۳۷_۲۹۴۹_۲۹۵۲_۹۲۸۹_۳۰۱۰_۳۰۲۰_۳۰۲۹_۳۰۲۴_۳۰۳۸_۳۰۴۳_

۳۰۵۷_۳۰۶۶_۳۰۶۹_۳۰۷۷_۳۰۹۷_۳۰۹۸_۳۱۱۶_۳۱۳۱_۳۱۹۹_۳۲۰۲_

۳۲۰۴_۳۲۱۳_۳۲۱۶_۳۲۶۹_۳۲۹۲_۳۳۵۶_۳۳۶۸_۳۳۷۰_۳۳۹۰_۳۴۰۸_

۳۴۱۰_۳۴۱۷_۳۴۲۸_۳۴۲۹_۳۴۳۱_۳۴۳۲_۳۵۲۶_۳۵۴۵_۳۵۵۴_۳۵۸۲_

۳۶۱۰_۳۶۱۲_۳۶۲۲_۳۶۴۳_۳۷۲۶_۳۷۲۷_۳۷۳۰_۳۸۱۳_۳۸۱۴_۳۸۱۸_

۳۸۱۹_۳۸۲۰_۳۹۰۰_۳۹۰۰_۳۹۱۶_۳۹۱۷_۳۹۹۶_۴۰۰۲_۴۰۰۶_۴۰۱۰_۴۰۳۰_

۴۰۳۱_۴۰۳۳_۴۰۳۴_۴۰۴۴_۴۰۹۸_۴۱۰۵_۴۱۰۶_۴۱۰۹_۴۱۱۰_۴۱۱۹_۴۱۲۷_

۴۱۲۸_۴۱۳۴_۴۱۶۰_۴۱۸۹_۴۱۹۸_۴۲۲۶_۴۳۵۰_۴۳۸۱_۴۴۰۸_۴۴۳۰_۴۴۴۹_

۴۴۵۴_۴۴۶۲_۴۴۶۶_۴۴۶۷_۴۴۷۱_۴۴۷۶_۴۴۹۷_۴۵۴۸_۴۴۵۹_۴۶۰۲_

۴۶۰۳_۴۶۰۴_۴۶۰۹_۴۶۱۵_۴۶۳۵_۴۶۵۷_۴۶۷۱_۴۶۸۲_۴۷۱۴_۴۷۱۷_

۴۷۳۴_۴۷۶۱_۴۸۵۱_۴۹۱۳_۴۹۲۷_۴۹۶۳_۴۹۵۹_۴۹۶۰_۴۹۶۱_۴۹۶۲_۴۹۸۲_

۴۹۸۳_۴۶۹۱_۴۷۱۴_۴۷۱۷_۴۷۳۴_۴۷۶۱_۴۸۵۱_۴۹۱۳_۴۹۲۷_۴۹۶۳_

۴۹۵۹_۴۹۶۰_۴۹۶۱_۴۹۶۲_۴۹۸۲_۴۹۸۳_۴۹۸۸_۵۰۲۲_۵۰۲۴_۵۰۲۵_

۵۰۶۲_۵۰۶۳_۵۰۶۹_۵۰۸۳_۵۱۰۰_۵۱۰۱_۵۱۱۶_۵۱۳۵_۵۱۴۰_۵۱۴۱_۵۱۵۴_

۵۲۲۸_۵۲۵۰_۵۳۱۸_۵۳۶۰_۵۳۹۸_۵۴۱۵_۵۴۱۷_۵۴۳۰_۵۴۵۹_۵۵۰۰_

۵۵۳۶_۵۵۵۶_۵۶۴۰_۵۶۴۴_۵۶۴۵_۵۶۷۴_۵۷۲۱_۵۷۲۴ _۵۷۶۳

سنن نسائی سفیان ثوری کی احادیث کا عکس

٢٠ ـ الرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ ذَلِكَ

١٠٥٨ ـ (صحيح) أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ، أَنَّهُ قَالَ: أَلا أُصَلِّي بِكُمْ صَلاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً. [مضى (١٠٢٦)].

زَوْجِهَا الأَوَّلِ؟! قَالَ: «لا، حَتَّى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ». [«ابن ماجه» (١٩٣٣)].

٣٤١٥ ـ (صحيح بما قبله) أخبرنا محمودُ بنُ غيلانَ قالَ: حدثنا وكيعٌ قالَ: حدثنا سُفيانُ عن علقمةَ بنِ مرثدٍ عن رزينِ بنِ سُليمانَ الأحمريِّ عن ابنِ عُمَرَ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلاثاً، فَيَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ، فَيُغْلِقُ الْبَابَ، وَيُرْخِي السِّتْرَ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا؟ قَالَ: «لا تَحِلُّ لِلأَوَّلِ حَتَّى يُجَامِعَهَا الآخَرُ». قالَ أبو عبدِ الرحمن هذا أولى بالصَّواب.

١٣ ـ بَابُ إِحْلالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلاثاً، وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ

٣٤١٦ ـ (صحيح) أخبرنا عمرُو بنُ منصورٍ قالَ: حدثنا أبو نُعيمٍ عن سُفيانَ عن أبي قيسٍ عن هُزيلٍ عن عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ. [«إرواء الغليل» (١٨٩٧)].

١٥ ـ بَابُ إِرْسَالِ الرَّجُلِ إِلَى زَوْجَتِهِ بِالطَّلَاقِ

٣٤١٨ ـ (صحيح) أخبرنا عُبيدُ اللهِ بنُ سعيدٍ قالَ: حدثنا عبدُ الرحمنِ عن سُفيانَ عن أبي بكرٍ وهو ابنُ أبي الجهمِ قالَ: سمعتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، تقولُ: أَرْسَلَ إِلَيَّ زَوْجِي بِطَلاقِي، فَشَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي! ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «كَمْ طَلَّقَكِ؟»، فَقُلْتُ: ثَلاثاً، قَالَ: «لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ، وَاعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ ضَرِيرُ الْبَصَرِ، تُلْقِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَآذِنِينِي». مختصرٌ [«إرواء الغليل» (٦ / ٢٠٩)، م].

٣٤١٩ ـ أخبرنا عُبيدُ اللهِ بنُ سعيدٍ قالَ: حدثنا عبدُ الرحمن عن سُفيانَ عن منصورٍ عن مُجاهدٍ عن تميمٍ مولى فاطمةَ عن فاطمةَ نحوهُ.

٢٣٦٢ ـ (صحيح) أخبرنا إسحاقُ بنُ إبراهيمَ قالَ: أنبأنا عُبيدُ اللهِ بنُ سعيدٍ الأمويُّ قالَ: حدثنا سُفيانُ عن ثورٍ عن خالدِ بنِ معدانَ عَنْ عَائِشَةَ، قالت: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ. [انظر ما قبله].

٢٣٦٣ ـ (صحيح أيضاً) أخبرنا أحمدُ بنُ سُليمانَ قالَ: حدثنا أبو داودَ عن سُفيانَ عن منصورٍ عن خالدِ بنِ سعدٍ عَنْ عَائِشَةَ، قالت: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

سنن ترمذی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی میرے علم کے مطابق تقریباً ۳۶۸ معنعن روایات ہیں اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا۔امام ترمذی کی اس منہج سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں اور ان کی مدلسہ روایات صحیح ہوتی ہیں۔

سنن ترمذی میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کی تفصیل

سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري، أبو عبدالله الكوفي ٣، ٣٨، ٤٢، ٤٤، ٦٠، ٦١، ٦٣، ٩٠، ٩٩، ١٠٩، ١١٩، ١٢٤، ١٣٢، ١٤٠، ١٥٢، ١٥٤، ١٥٥، ١٩٧، ٢٠٤، ٢٠٥، ٢١٢، ٢٢١، ٢٢٩، ٢٤٨، ٢٥٧، ٢٨١، ٢٨٩، ٢٩٥، ٣٠٦، ٣١٧، ٣٤٠، ٣٤١، ٣٥١، ٣٦٤، ٣٧٢(م)، ٤٠٦، ٤١٥، ٤١٧، ٤٢٤، ٤٢٩، ٤٤٤، ٤٥٤، ٤٩٦، ٥٢٠، ٥٣٣، ٥٥٤، ٥٥٩، ٥٦٠، ٥٦٢، ٥٧١، ٦٠٥، ٦٠٩، ٦١٧(م)، ٦٢٠، ٦٢٣، ٦٢٧، ٦٢٨، ٦٥١، ٦٥٢، ٦٥٨، ٦٦٧، ٦٧٣، ٦٨١، ٦٩١(م)، ٦٩٥، ٦٩٩، ٧٢٣، ٧٢٥، ٧٣٤، ٧٣٦، ٧٤٦، ٧٥٦، ٧٧٠، ٧٩١، ٧٩٥، ٧٩٧، ٨١٥، ٨٣٢، ٨٥٦، ٨٥٨، ٨٥٩، ٨٧٠، ٨٨٥، ٨٨٦، ٨٨٧، ٨٨٩، ٨٩٠، ٩٠٧، ٩٠٩، ٩٢٠، ٩٢٩، ٩٣٣، ٩٦٤، ٩٨٥، ٩٨٩، ٩٩٩، ١٠٢٧، ١٠٤٩، ١٠٥٤،١٠٨١، ١٠٩٣، ١١٠٢، ١١٠٢(م)، ١١٠٨، ١١٢٠، ١١٢٢، ١١٣٢، ١١٣٥(م)، ١١٤٥، ١١٤٥(م)، ١١٧٦، ١١٧٩، ١١٧٩(م)، ١١٨٥، ١٢٠٩، ١٢٠٩(م)، ١٢١٢، ١٢٣٦، ١٢٤٠، ١٢٥٦،١٢٩٣، ١٢٩٤،

١٣٠٥، ١٣٠٨، ١٣١٠، ١٣١٦، ١٣٢٦، ١٣٤٥، ١٣٥٧،
١٣٥٩، ١٣٦١، ١٣٦٥(م)، ١٣٧٤، ١٣٩٥(م)، ١٤٠٨، ١٤٢٠،
١٤٢٠(م)، ١٤٤٤، ١٤٥٥(م)، ١٤٧٥، ١٤٨٢، ١٤٩١(م)،
١٤٩٢(م)، ١٥٠٤، ١٥١٠، ١٥١٤، ١٥٤٤، ١٥٦١، ١٥٦٧،
١٥٨٤، ١٥٩٧، ١٥٩٨، ١٦٠٠(م)، ١٦٠٦، ١٦١٤، ١٦١٧،
١٦١٧(م)، ١٦٢٣، ١٦٤٧، ١٦٧٠، ١٦٧١، ١٦٨٢، ١٦٨٨،
١٦٩٨، ١٦٩٩، ١٧٠١، ١٧٠٩، ١٧١١، ١٧١٣، ١٧١٥، ١٧٢٤،
١٧٢٦، ١٧٧٨، ١٧٨٣، ١٨٠٥، ١٨١٤، ١٨٢٠(م)، ١٨٢٢،
١٨٢٤، ١٨٢٧، ١٨٣٠، ١٨٣٩، ١٨٤٢، ١٨٤٣، ١٨٥٢، ١٨٦٩،
١٩٠٦، ١٩٣٩، ١٩٤٥، ١٩٥٠، ١٩٨٠، ١٩٨٢، ١٩٨٣، ١٩٨٦،
١٩٨٧، ١٩٨٧(م١)، ١٩٨٧(م٢)، ٢٠٠٦، ٢٠٣١، ٢٠٥٥،
٢٠٥٦، ٢٠٥٦(م)، ٢٠٦٠، ٢٠٦٠(م)، ٢٠٩٣، ٢٠٩٤، ٢١٠٣،
٢١٠٥، ٢١٢٣، ٢١٢٥، ٢١٢٦، ٢١٣٧(م١)، ٢١٤٣، ٢١٤٦،
٢١٤٦(م)، ٢١٥٧، ٢١٧٢، ٢١٨٣، ٢١٨٣(م)، ٢١٨٤، ٢٢٠٦،
٢٢٣٠، ٢٢٥٦، ٢٢٥٩(م٢)، ٢٢٧٦، ٢٢٨١، ٢٣٢٦، ٢٣٢٧،
٢٣٢٨، ٢٣٣٣، ٢٣٥٣، ٢٣٨٧، ٢٣٩٣، ٢٤٠١، ٢٤١٤(م)،
٢٤٢٣، ٢٤٥٤، ٢٤٥٧، ٢٤٧٠، ٢٤٨٠، ٢٥٠٢، ٢٥٠٣،
٢٥٤٣(م)، ٢٥٥٣(م)، ٢٥٦٦، ٢٥٧٣(م)، ٢٦٠٥، ٢٦١٤،
٢٦٢٠، ٢٦٣٢، ٢٦٣٥، ٢٦٤١، ٢٦٤٣، ٢٦٥٠، ٢٦٦٢، ٢٦٧٣،
٢٧٢٠، ٢٧٢٠(م)، ٢٧٣٠، ٢٧٣٥، ٢٧٣٩، ٢٧٤٠، ٢٧٥٥،
٢٧٧٤، ٢٧٨٧، ٢٨١٠، ٢٨١١، ٢٨١١(م)، ٢٨٣٥، ٢٨٤٩،
٢٨٥٥، ٢٨٥٥(م)، ٢٨٨٠، ٢٩٠٨، ٢٩٠٨(م)، ٢٩١٤،
٢٩١٤(م)، ٢٩١٧، ٢٩٣٧، ٢٩٥٠، ٢٩٦٢، ٢٩٦٣، ٢٩٦٦،
٢٩٧٥، ٢٩٧٩، ٢٩٨٧، ٢٩٩٢، ٢٩٩٥، ٢٩٩٥(م١)،

سنن ترمذی میں سفیان ثوری کی روایات کا عکس

٣٨ـ (صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عن سفيان، عن أبي هَاشِم، عن عَاصِم بن لَقِيطِ ابن صَبِرَةَ، عن أبيهِ، قال: قال النبيُّ ﷺ: «إذا تَوَضَّأْتَ نَخلِّلِ الأصابعَ». وفي البابِ عن ابن عَبَّاس، والمُسْتَوْرِدِ، وهو ابنُ شَدَّادٍ الفِهْرِيُّ، وأبي أيوبَ الأنصاريِّ. هذا حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ. والعمل على هذا عند أهل العلم؛ أَنَّهُ يُخَلِّلُ أصابعَ رجليه في الوضوء. وبه يقول أحمد، وإسحاق. وقال إسحاق: يُخَلِّلُ أصابع يديه ورجليه في الوضوء. وأبو هَاشِم اسمه: إسماعيلُ بنُ كَثِيرٍ المَكِّيُّ. [«ابن ماجه» (٤٤٨)].

٤٢ـ (صحيح) حَدَّثَنَا أبو كُرَيْبٍ وَهَنَّادٌ وقُتَيْبَةُ، قَالوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عن سُفيانَ. (ح) وحَدَّثَنَا محمد بن بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يحيى بنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفيانُ، عن زيدِ بن أسْلَمَ، عن عَطَاءِ بن يَسَارٍ، عن ابن عباس: أنَّ النبيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً. وفي البابِ عن عُمَرَ، وجابرٍ، وبُرَيْدَةَ، وأبي رَافِعٍ، وابن الفَاكِهِ. وحديثُ ابن عباسٍ أحسنُ شيءٍ في هذا الباب وأصَحُّ. وَرَوَى رِشْدِينُ بنُ سَعْدٍ وغيرُه هذا الحديثَ عن الضَّحَّاكِ بن

٨٠٦ـ (صحيح) حَدَّثَنَا محمودُ بن غَيْلاَنَ، قال: حَدَّثَنَا يحيى بن آدَمَ، قال: أخبَرَنَا سُفيانُ الثَّوْرِيُّ، عن جَعْفَرِ بن محمدٍ، عن أبيهِ، عن جَابرٍ، قال: لَمَّا قَدِمَ النبيُّ ﷺ مَكَّةَ، دَخَلَ المَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الحَجَرَ، ثُمَّ مَضَى على يَمِينِهِ، فَرَمَلَ ثلاثاً وَمَشَى أربعاً، ثُمَّ أتى المَقامَ فقال: ﴿وَاتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَالمَقَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ البَيْتِ، ثم أتى الحَجَرَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إلى الصَّفا، أظُنُّهُ، قال: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨]. وفي البابِ عن ابن عُمَرَ. حديثُ جابرٍ حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ. والعملُ على هذا عِنْدَ أهْلِ العلم. [«ابن ماجه» (٣٠٧٤): م].

٨٥٨ـ (صحيح) حَدَّثَنَا محمودُ بن غَيْلاَنَ، قال: حَدَّثَنَا عبدُالرَّزَّاقِ، قال: أخبَرَنَا سُفيانُ وَمَعْمَرٌ، عن ابن خُثَيْمٍ، عن أبي الطُّفَيْلِ، قال: كُنْتُ مع ابن عَبَّاسٍ، وَمُعَاوِيَةُ لاَ يَمُرُّ بِرُكْنٍ إلاَّ اسْتَلَمَهُ. فقال له ابن عَبَّاسٍ: إنَّ النبيَّ ﷺ لم يَكُنْ يَسْتَلِمُ إلاَّ الحَجَرَ الأسْوَدَ والرُّكْنَ اليَمَانِيَ. فقال مُعَاوِيَةُ: لَيْسَ شَيْءٌ من البَيْتِ مَهْجُوراً. وفي البابِ عن عُمَرَ. حديثُ ابن عَبَّاسٍ حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ. والعملُ على هذا عِنْدَ أكْثَرِ أهْلِ العِلمِ؛ أنْ لاَ يَسْتَلِمَ إلاَّ الحَجَرَ الأسْوَدَ وَالرُّكْنَ اليَمَانِيَ. [«الحج الكبير»: ق].

(٣٦) باب ما جاء أنَّ النبيَّ ﷺ طَافَ مُضْطَبِعاً

٨٥٩ـ (حسن) حَدَّثَنَا محمودُ بن غَيْلاَنَ، قال: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، عن سُفيانَ، عن ابن جُرَيْجٍ، عن عبدِالحَمِيدِ، عن ابن يَعْلَى، عن أبيهِ، أنَّ النبيَّ ﷺ طَافَ بالبَيْتِ مُضْطَبِعاً، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ. هذا حديثُ الثَّوْرِيِّ عن

٢٠٥٥ـ (صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن بَشَّارٍ، قال: حَدَّثَنَا عبدُالرَّحمنِ بن مَهْدِيٍّ، قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عن مَنصورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن عَقَّارِ بن المُغِيرَةِ بن شُعْبَةَ، عن أبيهِ، قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اكْتَوَى أوِ اسْتَرْقَى فقد بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ». وفي البابِ عن ابن مَسْعودٍ، وابن عَبَّاسٍ، وعِمْرَانَ بن حُصَيْنٍ. هذا حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ. [«ابن ماجه» (٣٤٨٩)].

(١٥) باب مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذلكَ

٢٠٥٦ـ (صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بن عَبْدِاللهِ الخُزَاعِيُّ، قال: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بن هِشَامٍ، عن سُفيانَ، عن عاصمٍ الأحْوَلِ، عن عَبْدِاللهِ بن الحارثِ، عن أنسٍ؛ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ في الرُّقْيَةِ من الحُمَةِ والعَيْنِ والنَّمْلَةِ. [م].

۳۔امام ابوداؤد اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے میرے علم کے مطابق تقریباً ۲۲۰ روایات درج کیں ہیں اور سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا اور نہ ہی تدلیس کو وجہ ضعف بتایا ہے۔جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابوداؤد کے نزدیک بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات صحیح ہوتی ہیں۔

سنن ابوداؤد میں سفیان ثوریؒ کی روایات کی تفصیل

حدیث نمبر:۔ ۵۵۔۶۱۔۷۷۔۹۵۔۹۷۔۱۲۷۔۱۳۰۔۱۵۹۔۱۶۶۔
۱۷۲۔۱۷۸۔۲۲۸۔۲۶۰۔۳۲۲۔۳۵۵۔۳۶۳۔۳۶۴۔۳۶۹۔۵۲۰۔۵۳۶۔۵۳۸۔
۵۵۳۔۶۱۴۔۶۱۸۔۶۳۰۔۶۷۳۔۶۷۴۔۶۷۶۔۶۷۵۔۷۰۰۔۷۴۸۔۷۶۹۔
۷۸۸۔۸۳۲۔۸۷۶۔۹۲۹۔۹۳۰۔۹۳۸۔۱۰۰۴۔۱۰۳۸۔۱۰۵۸۔۱۰۸۸۔۱۱۰۱۔
۱۱۰۳۔۱۱۱۸۔۱۱۴۸۔۱۱۷۸۔۱۱۸۵۔۱۲۲۹۔۱۲۴۸۔۱۲۶۲۔۱۲۶۵۔۱۲۷۷۔۱۴۶۶۔
۱۴۹۲۔۱۵۱۲۔۱۶۸۰۔۱۶۳۹۔۱۶۶۷۔۱۶۹۴۔۱۶۹۹۔۱۷۴۲۔۱۷۵۷۔۱۷۶۴۔
۱۸۴۷۔۱۸۷۵۔۱۸۹۶۔۱۹۲۲۔۱۹۹۳۔۱۹۲۴۔۱۹۳۱۔۱۹۳۷۔۱۹۴۰۔۱۹۴۴۔۱۹۴۶۔
۲۰۰۲۔۲۰۰۴۔۲۰۱۱۔۲۰۳۲۔۲۰۳۶۔۲۰۵۹۔۲۰۶۰۔۲۰۹۷۔۲۱۱۶۔۲۱۱۷۔۲۱۲۰۔
۲۱۲۴۔۲۱۵۰۔۲۱۶۴۔۲۱۶۵۔۲۱۸۳۔۲۲۰۸۔۲۲۳۷۔۲۲۵۷۔۲۲۹۰۔۲۲۹۵۔
۲۳۱۲۔۲۳۶۶۔۲۳۷۶۔۲۳۸۶۔۲۳۹۹۔۲۴۰۳۔۲۴۰۳۔۲۴۵۷۔۲۶۶۳۔۲۶۹۸۔
۲۵۳۰۔۲۵۳۱۔۲۵۴۹۔۲۵۶۲۔۲۵۶۶۔۲۵۹۹۔۲۶۱۴۔۲۶۱۵۔۲۶۳۷۔۲۶۵۲۔

۲۷۵۰_۲۷۶۴_۲۸۷۸_۲۹۰۴_۲۹۱۸_۲۹۲۸_۲۹۶۱_۲۹۵۶_۲۹۹۳_۲۹۹۶_

۳۰۱۲_۳۰۳۳_۳۰۴۵_۳۰۹۸_۳۱۱۷_۳۱۲۴_۳۱۵۷_۳۱۶۵_۳۱۶۷_۳۲۰۰_

۳۲۱۲ _۳۲۱۶ _۳۲۲۰ _۳۳۰۶ _۳۳۲۹ _۳۳۳۸ _۳۳۵۲ _۳۳۵۹ _۳۳۸۶ _

۳۳۹۰ _۳۴۰۰ _۳۴۳۷ _۳۴۵۰ _۳۴۶۹ _۳۵۱۱ _۳۵۱۸ _۳۵۳۰ _۳۵۵۹ _

۳۵۷۰ _۳۵۸۵ _۳۵۹۱ _۳۶۷۷ _۳۶۹۱ _۳۷۰۱ _۳۷۲۲ _۳۷۴۲ _۳۷۶۵ _

۳۷۷۱ _۳۸۵۲ _۳۸۵۵ _۳۸۷۳ _۳۹۱۲ _۳۹۲۱ _۳۹۷۰ _۳۹۸۲ _۳۹۹۷ _

۴۰۹۰ _۴۱۱۷ _۴۱۲۱ _۴۱۲۵ _۴۱۴۷ _۴۱۷۶ _۴۱۸۶ _۴۱۹۲ _۴۲۱۰ _۴۲۵۶ _

۴۳۶۸ _۴۳۷۹ _۴۴۰۶ _۴۵۵۵ _۴۶۰۷ _۴۶۲۱ _۴۶۲۲ _۴۶۳۱ ۴۶۳۲ _

۴۶۵۰ _۴۶۸۰ _۴۶۸۲ _۴۶۹۹ _۴۷۰۱ _۷۴۱۰ _۴۷۱۵ _۴۷۲۳ _۴۷۳۲ _

۴۷۴۳ _۴۷۶۶ _۴۷۶۹ _۴۷۷۳ _۴۷۹۲ _۴۷۹۳ _۴۸۰۳ _۴۸۰۶ _۴۸۲۳ _

۴۸۳۸_۴۸۴۱_۴۸۴۴_۴۸۵۲_۴۸۷۴_۴۸۷۷_۴۸۹۰_۴۹۰۳_۴۹۱۱_۴۹۱۶_

۴،۱۱_۴۹۸۳_۴۹۸۶_۵۰۲۹_۵۰۴۰_۵۰۴۵_۵۰۵۰_۵۰۵۱_۵۱۰۱_۵۱۰۷_

۵۱۲۰ _۵۱۳۱ _۵۱۳۳ _۵۱۴۱ _۵۱۵۴ _۵۱۶۹ _۵۱۷۷ _۵۱۸۲ _

سنن ابی داؤد میں سفیان ثوری کی احادیث کا عکس

٦١ـ (حسن صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ». [سيأتي برقم (٦١٨)].

٦٣٠ـ (صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ كَأَمْثَالِ الصِّبْيَانِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ. [ق].

٦١٤ـ (صحيح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، نَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، ثني يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ.

٦١٨ـ (حسن صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ». [مضى (٦١)].

٨٣٢ـ (حسن) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ آخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ

١٠٨٦ـ (صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ. [ق].

۴۔امام ابی عبداللہ محمد القزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان کی تدلیس:

امام ابوعبداللہ القزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن ابن ماجہ میں سفیان ثوری کی تقریباً ۲۲۳ روایات لی ہیں۔لہٰذا ظاہر ہے کہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات صحیح ہوتی ہیں۔اور انہوں نے اپنی کتاب میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدلس کا کسی بھی حدیث کے تحت اعتراض درج نہیں کیا۔

سنن ابن ماجہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کا عکس

٨٣ـ (صحيح) حدثنا أبو بكرِ بنُ أبي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بنُ مُحَمَّدٍ، قالا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ، قالَ: حَدَّثَنا سُفْيانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ زِيادِ بنِ إسْمَاعِيلَ المَخْزُومِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ عَبَّادِ بنِ جَعْفَرٍ، عن أبي هريرةَ ـ رضي الله عنه ـ قالَ: جاءَ مُشركو قريشٍ يُخاصِمونَ النبيَّ ﷺ في القَدَرِ(٢)، فنزلتْ هذهِ الآيةُ: ﴿يومَ يُسْحَبُونَ في النارِ على وجوهِهِمْ ذُوقوا مسَّ سقرَ. إنَّا كلَّ شيءٍ خلقناهُ بقدرٍ﴾ [القمر: ٤٨ـ٤٩]. [«الظلال» (٣٤٩): م].

١٤٦ـ (صحيح) حدثنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بنُ مُحَمَّدٍ، قالا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ، قالَ: حَدَّثَنا سُفْيانُ، عَنْ أبي إسْحاقَ، عَنْ هانِئِ بنِ هانِئٍ، عن عليِّ بنِ أبي طالبٍ ـ رضي الله عنه ـ قالَ: كنتُ جالساً عندَ النبيِّ ﷺ، فاستأذنَ عمارُ بنُ ياسرٍ، فقالَ النبيُّ ﷺ: «ائذنوا لهُ، مرحباً بالطيِّبِ المُطيَّبِ». [«المشكاة» (٦٢٢٦)، «الصحيحة» (٢/ ٤٦٦)، «الروض» (٧٠٢)].

٥٨٣ـ (صحيح) حدثنا عليُّ بنُ محمدٍ، قالَ: حدثنا وكيعٌ، قالَ: حدثنا سُفيانُ، عنْ أبي إسحاقَ، عنِ الأسودِ، عن عائشةَ: أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ كانَ يُجْنِبُ ثمَّ ينامُ كهيئتِهِ لا يمسُّ ماءً قالَ سُفيانُ: فذكرتُ الحديثَ يوماً، فقالَ لي إسماعيلُ: يا فتى! يُسَنَّدُ هذا الحديثُ بشيءٍ. [«صحيح أبي داود» أيضاً].

١٧٩٠ـ (صحيح) حدثنا عليُّ بنُ محمدٍ، قالَ: حدثنا وكيعٌ، عنْ سُفيانَ، عنْ أبي إسحاقَ، عنِ الحارثِ، عن عليٍّ؛ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إنِّي قد عفوتُ عنكم عن صدقةِ الخيلِ والرَّقيقِ، ولكن هاتوا رُبْعَ العُشرِ، من كلِّ أربعينَ درهماً، درهماً». [«صحيح أبي داود» (١٤٠٤ـ١٤٠٦)].

١٨٨٩ـ (صحيح) حدثنا حفصُ بنُ عمرو، قالَ: حدثنا عبدُ الرحمنِ بنُ مهديٍّ، عنْ سُفيانَ، عنْ أبي حازمٍ، عن سهلِ بنِ سعدٍ؛ قالَ: جاءتِ امرأةٌ إلى النبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ يتزوَّجُها؟» فقالَ رجلٌ: أنا، فقالَ لهُ النبيُّ ﷺ: «أعطِها ولو خاتماً من حديدٍ». فقالَ: ليسَ معي، قالَ: «قدْ زوَّجتُكَها على ما معكَ من القرآنِ». [«الإرواء» (١٨٢٣ و١٩٢٥)، «صحيح أبي داود» (١٨٣٨). ق].

٢٠٢٠ـ (صحيح) حدثنا محمدُ بنُ بشارٍ، قالَ: حدثنا يحيى بنُ سعيدٍ، عنْ سُفيانَ، عن أبي إسحاقَ، عنْ أبي الأحوصِ، عن عبدِاللهِ، قالَ: طلاقُ السُّنَّةِ أنْ يُطلِّقَها طاهراً من غيرِ جماعٍ [«الإرواء» أيضاً

٢٠٢٣ـ (صحيح) حدثنا أبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ، وعليُّ بنُ محمدٍ، قالا: حدثنا وكيعٌ، عنْ سُفيانَ، عنْ محمدِ بنِ عبدِ الرحمنِ، مولى آلِ طلحةَ، عنْ سالمٍ، عن ابنِ عمرَ؛ أنَّهُ طلَّقَ امرأتَهُ وهيَ حائضٌ، فذكرَ ذلكَ عمرُ للنبيِّ ﷺ فقالَ: «مُرْهُ فليُراجِعْها ثمَّ يُطلِّقْها وهيَ طاهرٌ أو حاملٌ». [«الإرواء» أيضاً (٧/ ١٢٦ و١٣٠)].

سنن ابن ماجہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات تفصیل

سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري ٤١، ٥٧، ٨٣، ٩٠، ٩٧، ١٢٢، ١٣٥،
١٣٧، ١٤٣، ١٤٦، ١٥٣، ١٥٥، ١٦٠، ١٦٢، ١٩١، ٢١١، ٢١٢،
٢٤٦، ٢٤٩، ٢٧٥، ٢٧٧، ٢٨٦، ٣١٦، ٣٤٢(م٢)٣٥٣، ٣٧١، ٣٨٤،
٤١١، ٤١٧، ٤١٨، ٤٢٢، ٤٣٨، ٤٥٠، ٥٠٨، ٥١٠، ٥٥٣، ٥٥٩،
٥٨٣، ٥٨٨، ٦٠٢، ٦٢٨، ٦٣٤، ٦٥٤، ٦٦٢، ٦٦٧، ٦٧٦، ٧٢٥،
٧٤٥، ٨٢١، ٨٩٩ (م) و(م)، ٩٤٥، ١٠٠١، ١٠٠٥، ١٠٢١، ١٠٤٥،
١٠٧٠، ١٠٧٨، ١١٠٦، ١١٤٩، ١١٦١، ١١٨٢، ١١٩٧، ١٢٠٨،
١٢٢٤، ١٢٦٤، ١٢٦٦، ١٣٧٦، ١٣٩٥، ١٤٥٦، ١٤٥٧، ١٥٣٦،
١٥٤٧، ١٥٧٤، ١٥٨٤، ١٦٢٢، ١٦٣٢، ١٦٦١، ١٦٧٢، ١٧٠٦،
١٧٢٠، ١٧٤١، ١٧٥٩، ١٧٩٠، ١٨٢٨، ١٨٤٠، ١٨٦٩، ١٨٨٨،
١٨٨٩، ١٨٩١، ١٨٩١ (م)، ١٩١٧، ١٩١٨، ١٩٢٢، ١٩٤٥، ١٩٨٩، ١٩٩٥،
٢٠١٣، ٢٠١٧، ٢٠٢٠، ٢٠٢٣، ٢٠٢٦، ٢٠٣٥، ٢٠٧٧، ٢١٢٢،
٢١٢٣، ٢١٤٣، ٢٢٢٠، ٢٢٤٨، ٢٢٨٧، ٢٢٨٨، ٢٣٣٢ (م)، ٢٣٣٩،
٢٣٤٨، ٢٣٩٤، ٢٤١٦، ٢٤٣٥، ٢٤٤٧، ٢٤٦٠، ٢٤٦٤، ٢٥٠٦،
٢٥٢٥، ٢٥٤١، ٢٥٩٣، ٢٦٦٧، ٢٧١٥، ٢٧٢١، ٢٧٢٧، ٢٧٣٣،
٢٧٣٧، ٢٧٤٧، ٢٧٩٠، ٢٨٠٩، ٢٨١٥، ٢٨٢٨، ٢٨٣٠، ٢٨٣٥،
٢٨٤٢، ٢٨٥١، ٢٨٥٢، ٢٨٥٨، ٢٨٨٩، ٢٨٩٤، ٢٩٠٤، ٢٩١٣،
٢٩٢٣، ٢٩٥٤، ٢٩٩١، ٣٠١٠، ٣٠١٥، ٣٠١٥ (م)، ٣٠١٨، ٣٠١٩،
٣٠٢٣، ٣٠٢٥، ٣٠٢٧، ٣٠٤١، ٣٠٥٩، ٣٠٧٦، ٣٠٨٤، ٣١٠٠،
٣١٠٢، ٣١٠٣، ٣١٢٢، ٣١٣٧، ٣١٤٠، ٣١٤٣، ٣١٤٦، ٣١٤٨،
٣١٥٩، ٣١٧٧، ٣١٨٧، ٣١٩٧، ٣٢٥٩، ٣٢٦٥، ٣٢٧٠، ٣٢٩٨،
٣٣١٣، ٣٣٣١، ٣٤٣٨، ٣٤٥٢، ٣٤٩٤، ٣٤٩٧، ٣٥١٢، ٣٥١٦،
٣٥١٨، ٣٥٢٤، ٣٥٢٥، ٣٥٣٦، ٣٥٣٨، ٣٥٦٧، ٣٥٧٩، ٣٥٨١،
٣٦١٤، ٣٦١٩، ٣٦٣٦، ٣٦٧٧، ٣٧١٨، ٣٧١٨ (م)، ٣٧٢٩، ٣٧٤٢،
٣٧٥٠، ٣٧٦٣، ٣٧٨٩، ٣٨١١، ٣٨٣٠، ٣٨٣٢، ٣٨٥٢، ٣٨٧٦،
٣٨٨٠، ٣٩٠٠، ٤٠٠٦، ٤٠٢٢، ٤٠٤١، ٤٠٦٤، ٤٠٦٩، ٤٠٨٤،
4289 -4234 -4231 -4207 4116 -4102
٤٦٤

۵۔حافظ ابن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ کا اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

حافظ ابن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج معلوم کرنا اہم ہے کیونکہ زبیر علیزئی صاحب نے اپنے ماہنامہ رسالہ الحدیث نمبر ۳۳ صفحہ ۳۷ اور صفحہ ۳۸ پر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس پر بھی نقل کرتے ہیں۔

(۱) وأما المدلسون الذين هم ثقات وعدول، فانا لا نحتج باخبارهم الا فابنوا السماع فيما رووا مثل الثوري والاعمش وابي اسحاق واضرابهم من الاعمة المستقين . (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ۱/۹۰)

ترجمہ: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں ہم ان کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابو اسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے ...... الخ

(۲) ترجمہ: وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے مثلاً قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابو اسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ہشیم، بعض اوقات آپ اپنے اس شیخ سے جس سے سنا تھا وہ روایات بطور تدلیس بیان کر دیتے جنہیں انہوں نے ضعیف ناقابل حجت لوگوں سے سنا تھا۔ تو جب تک واپس اگرچہ ثقہ ہی ہو یہ نہ کہے "حدثنی" یا "سمعت" اس نے حدیث بیان کی یا میں نے سنا تو اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ (المجروحین ج ا ص ۷۲)

مگر زبیر علیزئی صاحب کا ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنا محدثین کرام کے منہج پر صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان رحمۃ اللہ علیہ میں تقریباً ۲۰۷ روایات عن والی نقل کیں۔ اور اس میں "حدثنا" یا "سمعت" کا لفظ موجود نہیں ہیں۔ اور سفیان ثوری کی تدلیس پر اعتراض نقل نہیں کیا۔ لہٰذا حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے منہج

سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس حدیث کے ضعف کا باعث ہیں اور ان کی تدلیس قابل قبول ہوگی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے عن والی روایات صحیح ہوتی ہیں۔

صحیح ابن حبان میں سفیان ثوریؒ کی روایات کی تفصیل

حدیث نمبر:۔ ۱۴۴، ۱۷۸، ۱۹۱، ۲۳۲، ۳۰۶، ۳۹۱، ۳۹۶،
۴۰۲، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۶۳، ۴۷۱، ۴۷۷، ۴۷۸، ۵۳۱، ۵۸۶، ۶۳۶، ۷۲۷،
۷۴۹، ۷۶۶، ۸۳۹، ۹۱۴، ۹۴۷، ۹۷۹، ۱۰۵۳، ۱۰۹۵، ۱۱۰۰، ۱۱۲۸،
۱۲۴۰، ۱۲۴۲، ۱۲۵۴، ۱۲۹۳، ۱۳۱۳، ۱۳۲۹، ۱۳۵۷، ۱۳۷۲،
۱۳۷۳، ۱۳۹۵، ۱۴۳۶، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۹۲، ۱۵۲۵، ۱۶۱۵،
۱۶۵۲، ۱۶۵۴، ۱۶۶۹، ۱۷۵۸، ۱۸۰۸، ۱۸۱۸، ۶۱۳۹، ۶۱۴۳،
۶۱۸۸، ۶۱۸۹، ۶۱۹۵، ۶۳۱۲، ۶۳۳۲، ۶۴۳۷، ۶۴۴۲، ۶۴۸۱،
۶۴۸۵، ۶۵۸۵، ۶۵۹۱، ۶۶۸۶، ۶۶۹۰، ۶۷۱۳، ۶۷۴۹، ۶۸۲۴،
۶۹۴۱، ۶۹۴۲، ۷۰۸۹، ۷۱۱۸، ۷۲۱۴، ۷۲۲۲، ۷۲۲۴، ۷۳۲۸،
۷۳۵۸، ۷۴۳۵، ۷۴۳۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۶، ۱۹۸۰، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹،
۲۱۴۳، ۲۱۶۰، ۲۱۷۸، ۲۳۰۱، ۲۳۳۴، ۲۳۵۸، ۲۳۹۴، ۲۳۵۹،
۲۴۹۶، ۲۵۶۲، ۲۷۱۸، ۲۷۸۳، ۲۸۵۴، ۲۸۶۲، ۲۸۶۴، ۲۸۷۰،
۲۸۷۱، ۲۸۷۵، ۲۹۷۰، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۱۸، ۳۰۶۲، ۳۰۸۵،
۳۱۰۰، ۳۱۱۸، ۳۱۶۷، ۳۱۷۳، ۳۲۵۲، ۳۲۷۷، ۳۲۸۳، ۳۳۱۱،

۳۳۲۴، ۳۴۱۰، ۳۴۲۱، ۳۵۱۰، ۳۵۵۷، ۳۵۷۸، ۳۶۱۷، ۳۶۹۴،
۳۶۹۸، ۳۷۱۷، ۳۷۵۳، ۳۷۶۹، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۴۶، ۳۸۵۶،
۳۸۶۰، ۳۸۶۹، ۳۸۹۲، ۳۸۹۶، ۳۹۳۵، ۴۰۰۴، ۴۰۱۱، ۴۰۵۸،
۴۰۴۶، ۸۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۷۷، ۴۱۷۹، ۴۱۹۰، ۴۲۴۰، ۴۲۵۰،
۴۴۰۷، ۴۵۶۸، ۴۵۶۹، ۴۶۳۴، ۴۷۱۴، ۴۷۹۱، ۴۷۹۵، ۴۷۹۶،
۴۸۰۴، ۴۸۱۱، ۴۸۲۱، ۴۸۷۹، ۴۸۹۲، ۴۹۴۹، ۴۹۶۰، ۵۰۱۰،
۵۰۶۰، ۵۱۲۷، ۵۲۴۰، ۵۲۴۶، ۵۲۷۱، ۵۴۴۵، ۵۴۴۹، ۵۵۳۲،
۵۵۳۹، ۵۵۷۱، ۵۵۸۳، ۵۵۹۵، ۵۶۵۹، ۵۷۲۴، ۵۷۷۷۱،
۵۷۸۴، ۵۸۲۸، ۵۸۳۷، ۵۸۴۱، ۵۸۶۵، ۵۸۷۳، ۵۹۲۰، ۵۹۳۶،
۵۹۴۲، ۵۹۵۲، ۵۹۶۱، ۵۹۶۹، ۵۹۷۰، ۵۹۶۸، ۶۰۳۲، ۶۰۳۷،
۶۰۶۴، ۶۰۷۵، ۶۰۸۷، ۶۱۲۲،

۶۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً ۱۵۷۲ روایات درج کیں ہیں اور اپنی پوری مسند میں کسی مقام پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے حدیث کا ضعف نقل نہیں کیا۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس طریقہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے نزدیک سفیان ثوری کے تدلیس حدیث کے ضعف کا باعث نہیں اور ان کی عن والی روایات قابل حجت ہوتی ہیں۔

مسند احمد میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کی تفصیل

سفیان بن سعید الثوري: ٢١، ٤٦، ٦٦، ٨٢،
١٨٩، ١٩٠، ٢٠٠، ٢١٥، ٢١٩، ٢٣٤،
٢٥٦، ٢٥٧، ٢٦٠، ٢٦٣، ٢٧٢، ٢٧٣،
٢٧٤، ٢٧٥، ٢٩٥، ٣٢٣، ٣٧٤، ٣٧٥،
٣٨٢، ٣٨٥، ٣٩٠، ٤٠٤، ٤٠٥، ٤٠٨،
٤٨٧، ٤٨٨، ٤٩١، ٥٠٠، ٥٦٢، ٦٢٨،
٦٣٤، ٦٥٠، ٦٥٢، ٦٩٧، ٦٩٩، ٧٣٢،
٧٣٤، ٧٣٦، ٧٣٨، ٧٣٩، ٧٤١، ٧٤٣،
٧٦١، ٧٦٢، ٧٦٥، ٧٦٨، ٧٧١، ٧٧٩،
٧٨١، ٨٤٤، ٨٤٥، ٩٢١، ٩٢٣، ٩٢٧،
٩٢٨، ٩٣٣، ٩٤٥، ٩٧٠، ٩٧١، ٩٩٠،
١٠٠٦، ١٠١٢، ١٠١٤، ١٠١٥، ١٠١٧،
١٠١٩، ١٠٢٠، ١٠٢١، ١٠٢٤، ١٠٢٥،
١٠٣٣، ١٠٣٤، ١٠٣٦، ١٠٣٧، ١٠٣٨،
١٠٤٠، ١٠٥٨، ١٠٦٤، ١٠٦٥، ١٠٦٩،
١٠٧٢، ١٠٧٣، ١٠٧٦، ١٠٧٩، ١٠٨٤،
١٠٨٥، ١٠٨٦، ١٠٨٨، ١٠٩١، ١٠٩٣،
١٠٩٥، ١٠٩٦، ١٠٩٧، ١١٠١، ١١٠٤،
١١٠٧، ١١٠٨، ١١١٢، ١١٢٦، ١١٣٧،
١٢٠٠، ١٢٠٥، ١٢٠٦، ١٢٠٨، ١٢٢٦،
١٢٣١، ١٢٤٣، ١٢٤٥، ١٢٤٦، ١٢٥١،
١٢٧٢، ١٢٧٣، ١٢٧٤، ١٣٢٦، ١٣٤٥،
١٣٤٨، ١٣٥١، ١٣٥٤، ١٣٩٣، ١٤٨٠،
١٤٨١، ١٤٨٢، ١٤٨٧، ١٤٨٨، ١٤٩٩،
١٥١٨، ١٥٧٧، ١٦٣٠، ١٦٣٤، ١٧٢١،
١٧٣٠، ١٧٦٣، ١٧٧٤، ١٧٨٨، ١٨٣٥،
١٨٦٣، ١٨٦٥، ١٩٥٠، ١٩٧٥، ١٩٩١،
١٩٩٢، ١٩٩٧، ٢٠٠٨، ٢٠٢٦، ٢٠٢٧،
٢٠٣٩، ٢٠٤٧، ٢٠٥٧، ٢٠٦٠، ٢٠٦٢،
٢٠٦٣، ٢٠٦٩، ٢٠٧٠، ٢٠٧٢، ٢٠٧٩،
٢٠٨٢ – ٢٠٨٥، ٢٠٨٧، ٢٠٨٩ –
٢٠٩٢، ٢٠٩٧، ٢٠٩٨، ٢١٠٠ – ٢١٠٣،
٢١٠٥، ٢١١٢، ٢١٦٦، ٢١٧٣، ٢٢٣٤،
٢٤٢٧، ٢٤٢٨، ٢٤٢٩، ٢٤٣٤ – ٢٤٣٩،
٢٤٧٤ – ٢٤٧٩، ٢٤٩٥، ٢٥٥٤ –
٢٥٦١، ٢٥٦٦، ٢٥٧٣، ٢٥٧٤، ٢٦١١،
٢٦١٢، ٢٦٢٠، ٢٦٨١، ٢٧٦٩، ٢٨٠٤ –
٢٨٠٧، ٢٨١٥، ٢٨١٨، ٢٨٤١، ٢٨٦١،
٢٨٦٣، ٢٨٦٤، ٢٨٦٧، ٢٨٧٧، ٢٩٩٥،
٣٠١١، ٣٠١٢، ٣٠٧٤، ٣٠٧٥، ٣٠٧٨،
٣٠٨١، ٣٠٨٢، ٣١٨٦، ٣١٩٢ – ٣١٩٩،
٣٢٠١، ٣٢٠٢، ٣٢٠٤، ٣٢٠٥، ٣٢١٤،
٣٢١٦، ٣٢٢٣، ٣٢٢٥، ٣٢٢٦، ٣٢٢٧،
٣٢٣٦، ٣٢٧١، ٣٣٠٣، ٣٣٢٢، ٣٣٢٥،
٣٣٣١، ٣٣٣٥، ٣٣٤٦، ٣٣٥٣، ٣٣٥٨،
٣٣٥٩، ٣٣٦٢، ٣٣٦٤، ٣٣٧٠، ٣٤١٢،
٣٤١٣، ٣٤١٤، ٣٤٢٦، ٣٤٤٤ – ٣٤٤٨،
٣٤٥٠، ٣٤٥١، ٣٤٨٧، ٣٤٩١، ٣٥٣٣،
٣٥٥٩، ٣٥٧٣، ٣٥٨٥، ٣٦٠٦، ٣٦٤٦،
٣٦٤٨، ٣٦٥٢، ٣٦٥٨، ٣٦٦٦، ٣٦٧٠،
٣٦٧٥، ٣٦٨١، ٣٦٨٢، ٣٦٨٤، ٣٦٨٧،
٣٦٩٠، ٣٦٩١، ٣٦٩٣، ٣٦٩٧، ٣٦٩٩،
٣٧٠٢، ٣٧٠٣، ٣٧٣٠، ٣٧٣١، ٣٧٣٢،
٣٧٥٢، ٣٧٥٣، ٣٧٥٨، ٣٧٦٢، ٣٧٧٤،
٣٧٧٩، ٣٧٩٨ – ٣٨٠٢، ٣٨٠٧، ٣٨١٧،
٣٨٤٦، ٣٨٥٢ – ٣٨٥٥، ٣٨٧٣، ٣٨٧٤،
٣٨٧٥، ٣٨٨٠ – ٣٨٨٤، ٣٨٨٦، ٣٨٨٧،
٣٨٨٨، ٣٩٢١، ٣٩٢٢، ٣٩٢٣، ٣٩٢٥،
٣٩٦٧، ٣٩٧٥ – ٣٩٧٨، ٤٠٠٢، ٤٠٠٣،
٤٠١٧ – ٤٠٢٠، ٤٠٦٣، ٤٠٦٧، ٤٠٧٢،
٤٠٨٥ – ٤٠٨٨، ٤٠٩٢، ٤٠٩٣، ٤٠٩٨،
٤١١٥، ٤١١٨، ٤١٢٠، ٤١٢٣، ٤١٢٤،

٤١٢٦، ٤١٢٩، ٤١٣٠، ٤١٣١، ٤١٣٥،
٤١٣٦، ٤١٣٧، ٤١٣٩، ٤١٤٠، ٤١٦٩،
٤١٩٠، ٤١٩٣ – ٤١٩٩، ٤٢٠٧، ٤٢١٠،
٤٢١١، ٤٢١٥، ٤٢١٦، ٤٢١٨، ٤٢٢٠،
٤٢٢١، ٤٢٢٧، ٤٢٣٠، ٤٢٣٤، ٤٢٣٦،
٤٢٣٧، ٤٢٤١، ٤٢٤٢، ٤٢٤٤، ٤٢٤٧،
٤٢٤٩، ٤٢٨٣، ٤٢٩٦، ٤٣٢٠، ٤٣٥١،
٤٣٥٢، ٤٤٠٣، ٤٤٤١، ٤٤٤٦، ٤٤٤٧،
٤٤٧٤، ٤٥٣٢، ٤٦٣٤، ٤٦٤٢، ٤٦٧٦،
٤٦٨٣، ٤٦٨٧، ٤٦٨٨، ٤٦٩٨، ٤٧٠١،
٤٧٠٢، ٤٧٠٣، ٤٧٤٤، ٤٧٥٤، ٤٧٦٤،
٤٧٦٦، ٤٧٧٦، ٤٧٧٧، ٤٧٨٤، ٤٧٨٦،
٤٧٨٨، ٤٧٨٩، ٤٧٩٢، ٤٧٩٤، ٤٧٩٨،
٤٧٩٩، ٤٨٩٣، ٤٨٩٤، ٤٩٠٤، ٤٩٠٥،
٤٩٠٩، ٤٩٦٤، ٤٩٨٢، ٥٠٩٧ – ٥١٠١،
٥١٠٦ – ٥١١١، ٥١٣٣ – ٥١٣٩،
٥١٤٢، ٥١٤٣، ٥١٨٨، ٥١٨٩، ٥١٩٠،
٥١٩٢، ٥١٩٣، ٥٢٠٦، ٥٢١٠، ٥٢١٦،
٥٢١٨، ٥٢٢١، ٥٢٢٣، ٥٢٢٥، ٥٢٢٦،
٥٢٢٨، ٥٢٢٩، ٥٢٣٢، ٥٢٣٥، ٥٢٤٤،
٥٢٤٦، ٥٢٤٩، ٥٢٥٤، ٥٢٥٥، ٥٢٥٨،
٥٢٥٩، ٥٢٦١، ٥٢٦٦، ٥٢٦٧، ٥٢٧١،
٥٢٧٥ – ٥٢٧٨، ٥٢٨٠–٥٢٨٥، ٥٤١١،
٥٥١٥–٥٥٢٢، ٥٥٥٧، ٥٦٠٥، ٥٦٠٦،
٥٦٢١، ٥٦٩١، ٥٦٩٣، ٥٧٢٥، ٥٧٢٧،
٥٧٥٤، ٥٨٢٧، ٥٩٠١–٥٩٠٧، ٥٩١١،
٥٩١٤، ٥٩٣٧، ٥٩٣٨، ٥٩٦٧–٥٩٧١،
٦١٩٢، ٦١٩٣، ٦١٩٨، ٦٢٤١، ٦٣١٤،
٦٣١٥، ٦٣١٦، ٦٣١٨، ٦٣٩٣، ٦٤٣١،
٦٤٣٥، ٦٤٤٥، ٦٤٦٨، ٦٤٨٢، ٦٤٩٥،
٦٥٠٠، ٦٥١٢، ٦٥٢٧–٦٥٣١، ٦٥٣٤،
٦٥٥٧، ٦٥٨٦، ٦٦٨٤، ٦٧٧٦، ٦٧٨٥،
٦٧٨٩، ٦٧٩٨، ٦٧٩٩، ٦٨٠٨، ٦٨٠٩،
٦٨١١، ٦٨١٦، ٦٨٢٣، ٦٨٢٥، ٦٨٢٨،
٦٨٢٩، ٦٨٦٨، ٦٨٦٩، ٦٨٧٠، ٦٨٩٢،
٦٨٩٤، ٦٩٢٦، ٦٩٨٥، ٦٩٨٨، ٧٠٧٣،
٧١٠٤، ٧١٠٧، ٧١٤٣، ٧٣٩٤، ٧٤٠٨،
٧٤٦١، ٧٥٩٧، ٧٥٩٨، ٧٥٩٩، ٧٦٠٧،
٧٦١٥، ٧٧٤٤، ٧٧٩٤، ٧٨١٨، ٧٨٧١،
٧٨٧٤، ٧٨٧٥، ٧٨٧٦، ٧٩٠٣، ٨٠٢٣،
٨٠٣٣، ٨٠٧٦، ٨١٠٣، ٨٤٣٦، ٨٤٤٠،
٨٦٢٦، ٨٨٩٢–٨٨٩٩، ٩٠٦٨، ٩١٠٦،
٩١٠٩، ٩١١٠، ٩١١٣–٩١١٨، ٩١٢٣،
٩١٩٣، ٩٢١٧، ٩٥٦١، ٩٥٧٢، ٩٦٢٦،
٩٦٧٩، ٩٧٠٦، ٩٧١٠، ٩٧٢٠، ٩٧٢٦،
٩٧٢٧، ٩٧٣٢، ٩٧٣٣، ٩٧٣٤، ٩٧٣٦،
٩٧٤٢، ٩٧٤٥، ٩٧٤٨، ٩٧٥٥، ٩٧٥٧،
٩٧٥٨، ٩٧٥٩، ٩٧٦٤، ٩٧٦٧، ٩٧٦٨،
٩٧٧٤، ٩٧٧٥، ٩٧٧٦، ٩٧٨١، ٩٧٨٤،
٩٩٣٦ – ٩٩٣٩، ٩٩٤١، ٩٩٤٢، ٩٩٤٣،
٩٩٦٦ – ٩٩٨٣، ٩٩٨٥ – ٩٩٨٨،
١٠٠١٣، ١٠٠١٤، ١٠٠١٥، ١٠٠١٧،
١٠٠٧٤، ١٠٠٧٥، ١٠٠٧٦، ١٠٠٨٠،
١٠٠٨١، ١٠٠٨٢، ١٠٠٩٥، ١٠٠٩٨،
١٠١٠٢، ١٠١٠٣، ١٠١١٩، ١٠١٤١،
١٠١٥٦، ١٠١٦٠، ١٠١٦٣، ١٠١٦٤،
١٠١٦٨، ١٠١٦٩، ١٠١٧٤، ١٠١٧٥،
١٠١٨٧، ١٠١٩٩، ١٠٢٠٢، ١٠٢٠٦،
١٠٢٢٠، ١٠٢٢٨، ١٠٢٣٣، ١٠٢٣٥،
١٠٢٤٤، ١٠٢٤٥، ١٠٢٧٤–١٠٢٧٩،
١٠٢٩٢، ١٠٤٤٨، ١٠٤٩٤، ١٠٤٩٥،
١٠٦٠٩، ١٠٧٤٤، ١٠٧٤٥، ١٠٧٩٦،
١٠٧٩٧، ١٠٨٧٠، ١٠٨٧١، ١٠٨٧٢،
١١٢١٠، ١١٢٦٢، ١١٢٦٥، ١١٢٧٤،

١١٢٧٦، ١١٢٨٦، ١١٣٠٠، ١١٤٤٠،
١١٤٦٠، ١١٤٦٢، ١١٤٦٣، ١١٤٩٦،
١١٥١٤، ١١٥١٥، ١١٥٦٠، ١١٥٦٧،
١١٥٧١، ١١٥٧٢، ١١٥٧٣، ١١٥٧٦،
١١٥٩٤، ١١٥٩٧، ١١٦٤٨، ١١٦٩٠-
١١٦٩٣، ١١٦٩٥-١١٦٩٩، ١١٧٧٧،
١١٧٧٩، ١١٧٨٨، ١١٨٨٥، ١١٨٨٦،
١١٨٩٤، ١١٩٠٥، ١١٩٣١، ١١٩٣٤،
١١٩٧٥، ١٢١٦٠، ١٢١٧٣، ١٢١٧٤،
١٢١٨٨، ١٢١٨٩، ١٢١٩٠، ١٢١٩٤،
١٢١٩٥، ١٢٢٠٠، ١٢٢١٠، ١٢٢٥٩،
١٢٢٨٢، ١٢٣٣٩، ١٢٣٤٣، ١٢٣٤٦،
١٢٣٤٧، ١٢٣٤٩، ١٢٣٥٨، ١٢٣٥٩،
١٢٣٦٤، ١٢٤٨٨، ١٢٦٣٦ - ١٢٦٣٩،
١٢٦٥٨، ١٢٦٨٣، ١٢٨١٦، ١٢٨١٧،
١٢٨١٨، ١٢٨٢٦، ١٢٨٣٨، ١٢٨٤٦،
١٢٨٤٨، ١٢٨٥٤، ١٢٩٠١، ١٢٩٠٤،
١٢٩٠٦، ١٢٩٠٧، ١٢٩٠٨، ١٢٩١٢،
١٢٩٢٠، ١٢٩٢٥، ١٣٢٥٨، ١٣٢٥٩،
١٣٢٦٠، ١٣٢٨٠، ١٣٤٣٢، ١٣٧٦٥،
١٣٧٨٨، ١٣٨٠٧، ١٣٩٠٣، ١٤١٢٠،
١٤١٢١، ١٤١٢٥، ١٤١٣٢، ١٤١٣٦،
١٤١٣٧، ١٤١٩٧، ١٤٢٠٢، ١٤٢٠٣،
١٤٢٠٩، ١٤٢١٤، ١٤٢١٥، ١٤٢١٦،
١٤٢١٨، ١٤٢١٩، ١٤٢٢١-١٤٢٢٤،
١٤٢٢٦، ١٤٢٣٠، ١٤٢٣٢، ١٤٢٣٦،
١٤٢٤٤، ١٤٢٤٥، ١٤٢٤٦، ١٤٤٥٩،
١٤٥٣٢، ١٤٥٤٣-١٤٥٤٦، ١٤٥٥٠-
١٤٥٥٦، ١٤٦٢٩، ١٤٦٣٠، ١٤٨٤٧،
١٤٩٣٦-١٤٩٤١، ١٤٩٤٥، ١٤٩٤٦،
١٤٩٧٠، ١٤٩٧١، ١٤٩٨٤، ١٤٩٩٥،
١٥٠٠٦، ١٥٠١١، ١٥٠٤٩، ١٥٠٦١،

١٥١٦٣، ١٥١٦٤، ١٥١٧٤-١٥١٨٠،
١٥٢٠٧، ١٥٢١٧، ١٥٢١٨، ١٥٢١٩،
١٥٢٢٤، ١٥٢٨٨، ١٥٣٦١، ١٥٣٦٢،
١٥٣٦٧، ١٥٣٦٨، ١٥٣٧٢، ١٥٣٧٣،
١٥٣٧٨، ١٥٣٨٢، ١٥٣٨٣، ١٥٣٨٦،
١٥٤١٠، ١٥٤٢٨، ١٥٤٧٧، ١٥٥٠١،
١٥٥٠٢، ١٥٥٦٠، ١٥٥٦٢، ١٥٦٥٦،
١٥٦٥٧، ١٥٦٦٥، ١٥٦٧٦، ١٥٦٧٨،
١٥٦٨٨، ١٥٦٩١، ١٥٧٠٥-١٥٧٠٨،
١٥٧٣٤، ١٥٧٣٥، ١٥٧٣٦، ١٥٧٦٧،
١٥٧٦٩، ١٥٨١٥، ١٥٨١٦، ١٥٨٢٠،
١٥٨٦٤، ١٥٨٦٥، ١٥٨٩٥، ١٥٨٩٦،
١٥٩٣٣، ١٥٩٤٣، ١٥٩٦٦، ١٦٠٥٠،
١٦٠٥١، ١٦٠٥٢، ١٦٠٥٤، ١٦٠٥٥،
١٦٠٨٤، ١٦١٠٢، ١٦١٢٧، ١٦١٣٨،
١٦١٤٤، ١٦١٧٨، ١٦١٩١، ١٦٢٢٨،
١٦٣٨٠، ١٦٣٨١، ١٦٣٨٢، ١٦٣٨٦،
١٦٣٩٣، ١٦٣٩٤، ١٦٣٩٨، ١٦٣٩٩،
١٦٤٠٩، ١٦٤١١، ١٦٤٣٣، ١٦٤٣٤،
١٦٤٤٨، ١٦٤٤٩، ١٦٥٨٠، ١٦٥٨٢،
١٦٥٩٠، ١٦٥٩٢، ١٦٦٠٦، ١٦٦٤٨،
١٦٦٥٨، ١٦٧٨٠، ١٦٨٦٩، ١٦٨٨٥،
١٦٨٨٦، ١٦٩٠٠، ١٦٩٣٩ - ١٦٩٤٢،
١٦٩٤٧، ١٧٠٤١، ١٧٠٦٠، ١٧٠٨٦،
١٧٠٨٧، ١٧٠٩٨، ١٧١٠٠، ١٧١٠٥،
١٧١٠٦، ١٧١٠٧، ١٧١٠٩، ١٧١٩٥،
١٧٢٠٢، ١٧٢١٩، ١٧٢٢١، ١٧٢٢٢،
١٧٢٣١، ١٧٢٦١، ١٧٢٦٣، ١٧٢٦٦،
١٧٣٠٦، ١٧٤٦٢، ١٧٤٦٨، ١٧٤٧٥،
١٧٤٩٣، ١٧٥٣٧، ١٧٥٥٦، ١٧٦٠١،
١٧٦٠٩، ١٧٦١٠، ١٧٦٢٠، ١٧٦٣٨،
١٧٦٦١، ١٧٦٦٣، ١٧٨٥٤، ١٧٨٥٥،

١٧٨٧٤، ١٧٨٩٨، ١٧٩٥٢، ١٧٩٥٦،
١٧٩٦٩، ١٨٠٠٢، ١٨٠٢٦، ١٨٠٤٨،
١٨٠٧٠، ١٨٠٩١، ١٨١٠٤، ١٨١١٩،
١٨١٢٦، ١٨١٣٧، ١٨١٣٨، ١٨١٥٩،
١٨١٧٣، ١٨١٧٧، ١٨٢٠٦، ١٨٢٠٨ –
١٨٢١١، ١٨٢٢١، ١٨٢٢٣، ١٨٢٣٨،
١٨٢٤٠، ١٨٢٤٣، ١٨٢٤٧، ١٨٢٥٠،
١٨٢٩٢، ١٨٣٠٨، ١٨٣٣٥، ١٨٣٥٢،
١٨٣٩٢، ١٨٣٩٥، ١٨٤١٨، ١٨٤٣٥،
١٨٤٣١، ١٨٤٣٦، ١٨٤٥٨، ١٨٤٦٤،
١٨٤٦٥، ١٨٤٦٦، ١٨٤٩٣، ١٨٤٩٨،
١٨٤٩٩، ١٨٥٤٠، ١٨٥٤٤، ١٨٥٥٢،
١٨٥٥٥، ١٨٥٥٦، ١٨٥٥٨، ١٨٥٧١،
١٨٥٨٨، ١٨٦١٦، ١٨٦٢٤، ١٨٦٢٥،
١٨٦٣١، ١٨٦٤٤، ١٨٦٤٥، ١٨٦٤٨،
١٨٦٥١، ١٨٦٥٢، ١٨٦٥٧، ١٨٦٥٨،
١٨٦٦١، ١٨٦٦٦، ١٨٦٦٨، ١٨٦٨٠،
١٨٦٨٣، ١٨٦٩٦، ١٨٧٠٢، ١٨٧٠٣،
١٨٧٠٥، ١٨٧٠٦، ١٨٧١٠، ١٨٧٢٧،
١٨٧٢٨، ١٨٧٣٠، ١٨٧٣٢، ١٨٧٣٥،
١٨٧٣٦، ١٨٧٥١، ١٨٧٥٤، ١٨٧٥٩،
١٨٧٦٢، ١٨٧٦٤، ١٨٧٦٦، ١٨٧٧٤،
١٨٧٧٦، ١٨٧٨٩، ١٨٧٩٢، ١٨٨٠٤ –
١٨٨٠٨، ١٨٨١٧، ١٨٨٢٢ – ١٨٨٢٥،
١٨٨٢٧، ١٨٨٢٨، ١٨٨٣٠، ١٨٨٣١،
١٨٨٣٤، ١٨٨٣٦، ١٨٨٤٢، ١٨٨٤٥،
١٨٨٥٧، ١٨٨٥٨، ١٨٨٦٧، ١٨٨٧١،
١٨٨٨٠، ١٨٨٨٢، ١٨٨٨٣، ١٨٨٩٦،
١٨٨٩٧، ١٨٩٠٤، ١٨٩٥٤، ١٨٩٥٦،
١٨٩٥٩، ١٨٩٧٨، ١٨٩٨٢، ١٨٩٨٨،
١٨٩٨٩، ١٨٩٩١، ١٨٩٩٢، ١٨٩٩٣،
١٩٠٤٥، ١٩٠٩٨، ١٩١٠٣، ١٩١١٢،
١٩١٤٤، ١٩١٥٥، ١٩٢١١، ١٩٢١٢،
١٩٢١٣، ١٩٢١٨، ١٩٢٥٨، ١٩٣٢٩،
١٩٣٨٢، ١٩٣٨٦، ١٩٣٩٣، ١٩٣٩٤،
١٩٥٠٠، ١٩٥٠٥، ١٩٥٠٨، ١٩٥١٧،
١٩٥١٩، ١٩٥٢٠، ١٩٥٢٦، ١٩٥٢٨،
١٩٥٣٢، ١٩٥٣٣، ١٩٥٤٨، ١٩٥٥٤،
١٩٥٥٥، ١٩٥٨٦، ١٩٥٨٨، ١٩٥٨٩،
١٩٥٩٣، ١٩٦٢٨، ١٩٦٤١، ١٩٦٦٧،
١٩٦٧١، ١٩٦٨٧، ١٩٦٨٤، ١٩٧٩٣،
١٩٨٢٢، ١٩٨٨٥، ١٩٨٨٦، ١٩٩١٠،
١٩٩٣٨، ١٩٩٤٤، ١٩٩٨٥، ١٩٩٩٣،
١٩٩٩٤، ١٩٩٩٧، ٢٠٠٥٨، ٢٠١٥٤،
٢٠١٦٠، ٢٠١٨٠، ٢٠٢١٧ – ٢٠٢٢٠،
٢٠٢٢٣، ٢٠٢٣١، ٢٠٢٣٣، ٢٠٢٩٤،
٢٠٣٧٩، ٢٠٣٨٣، ٢٠٣٨٤، ٢٠٤١٠،
٢٠٤٦٨، ٢٠٥٢٣، ٢٠٦٠٠، ٢٠٦١١،
٢٠٦١٥، ٢٠٧٠٤، ٢٠٧٠٥، ٢٠٧٥٥،
٢٠٨١١، ٢٠٨١٣، ٢٠٨٧٨، ٢٠٩٢٢،
٢٠٩٢٨، ٢٠٩٤٨، ٢٠٩٤٩، ٢٠٩٥٧،
٢٠٩٦٨، ٢٠٩٧٣، ٢١٠٢٥، ٢١٠٣٢،
٢١٠٣٤، ٢١٠٣٥، ٢١٠٣٧، ٢١٠٣٨،
٢١٠٣٩، ٢١٠٤٢، ٢١٠٦١، ٢١٠٦٣،
٢١٠٦٨، ٢١٠٨٤، ٢١٠٨٥، ٢١١٣٧،
٢١١٤٠، ٢١١٦٦، ٢١١٨٢، ٢١١٨٣،
٢١١٨٤، ٢١١٩٤، ٢١١٩٦، ٢١٢٢٠،
٢١٢٢١، ٢١٢٢٢، ٢١٢٢٤، ٢١٢٢٩،
٢١٢٤١، ٢١٢٤٢، ٢١٢٦٦، ٢١٢٧٨،
٢١٣٠٦، ٢١٣٤٦، ٢١٣٥٤، ٢١٣٥٦،
٢١٣٥٧، ٢١٣٧٠، ٢١٣٨٧، ٢١٣٩٠،
٢١٤٠٣، ٢١٤٠٨، ٢١٤٠٩، ٢١٤٤٦،
٢١٤٤٧، ٢١٤٥١، ٢١٤٦٩، ٢١٤٨٣،
٢١٥١٥، ٢١٥٣٤، ٢١٥٣٦، ٢١٥٤٧،

٢١٥٦٨، ٢١٥٨٩، ٢١٥٩٢، ٢١٥٩٣،
٢١٦٢٦، ٢١٦٤٥، ٢١٦٦٣، ٢١٦٧٨،
٢١٦٩٧، ٢١٧٠٦، ٢١٧١٩، ٢١٧٤٧،
٢١٧٨٩، ٢١٨٣١، ٢١٨٣٢، ٢١٨٣٨،
٢١٨٥٠، ٢١٨٦٠، ٢١٨٦٢، ٢١٨٧١،
٢١٨٨١، ٢١٨٩٢، ٢١٩٥٨، ٢١٩٦٦،
٢١٩٦٧، ٢١٩٦٨، ٢١٩٧٢، ٢١٩٨١،
٢١٩٨٣، ٢١٩٨٨، ٢١٩٨٩، ٢١٩٩٠،
٢١٩٩٤، ٢١٩٩٥، ٢٢٠١٢، ٢٢٠١٣،
٢٢٠١٧، ٢٢٠٦٢، ٢٢٠٦٣، ٢٢١١١،
٢٢١١٧، ٢٢١٨٢، ٢٢٣٤٨، ٢٢٣٤٩،
٢٢٣٥٤، ٢٢٣٥٥، ٢٢٣٦١، ٢٢٣٨٦،
٢٢٤١٣، ٢٢٤٣٨، ٢٢٥٣٥، ٢٢٥٥٢،
٢٢٥٨٨، ٢٢٦٨٦، ٢٢٦٩٠، ٢٢٧٢٦،
٢٢٨١٠، ٢٢٨٢٨، ٢٢٨٤٤، ٢٢٨٤٥،
٢٢٨٤٦، ٢٢٩٣٣، ٢٢٩٥٥، ٢٢٩٦٦،
٢٢٩٧١، ٢٢٩٧٣، ٢٢٩٧٧، ٢٢٩٧٨،
٢٢٩٧٩، ٢٢٩٨٥، ٢٣٠١٦، ٢٣٠٢٥،
٢٣٠٢٩، ٢٣٠٣٠، ٢٣٠٣٩، ٢٣٠٤٤،
٢٣٠٥٤، ٢٣٠٥٦، ٢٣٠٦٩، ٢٣٠٧١،
٢٣٠٧٢، ٢٣٠٧٦، ٢٣٠٨٠، ٢٣٠٨١،
٢٣٠٨٣، ٢٣٠٨٤، ٢٣٠٨٦، ٢٣٠٩٢،
٢٣٠٩٨، ٢٣١٥٣، ٢٣١٥٦، ٢٣١٧٩،
٢٣١٨١، ٢٣١٩٥، ٢٣٢٣٣، ٢٣٢٦٧،
٢٣٢٦٨، ٢٣٢٧١ – ٢٣٢٧٤، ٢٣٢٧٦،
٢٣٣٠٩، ٢٣٣١٠، ٢٣٣١١، ٢٣٣٢٠،
٢٣٣٦٨ – ٢٣٣٧٣، ٢٣٣٨٩ – ٢٣٣٩٢،
٢٣٣٩٩، ٢٣٤٠٠، ٢٣٤٠٢، ٢٣٤٠٥،
٢٣٤٠٧، ٢٣٤١٠، ٢٣٤٢١، ٢٣٤٥٦،
٢٣٤٥٩، ٢٣٤٦٩، ٢٣٤٧٠، ٢٣٤٧٢،
٢٣٤٧٣، ٢٣٤٨١، ٢٣٥٦٥، ٢٣٥٧٣،
٢٣٥٩٢، ٢٣٦٤٣، ٢٣٦٤٥، ٢٣٦٤٧،

٢٣٦٤٨، ٢٣٦٧٦، ٢٣٦٨٥، ٢٣٧٠٨،
٢٣٧٤٠، ٢٣٧٥٩، ٢٣٨٢٧، ٢٣٨٢٨،
٢٣٨٤٠، ٢٣٨٤٣، ٢٣٨٥٣، ٢٣٨٥٦،
٢٣٨٦٣، ٢٣٨٦٩، ٢٣٨٧٠، ٢٣٨٩٨،
٢٣٩١٦، ٢٣٩٦٠، ٢٣٩٦١، ٢٤٠٠٩/٣٦
ر٥١ ر٥٢ ر٥٣ ر٥٩، ٢٤٠٣٢، ٢٤١٠٧،
٢٤١٧٥، ٢٤١٧٧، ٢٤٢١٤، ٢٤٢٢٣،
٢٤٢٤٠، ٢٤٢٦٣، ٢٤٢٧٢، ٢٤٢٧٨،
٢٤٢٧٩، ٢٤٢٨٢، ٢٤٢٨٦، ٢٤٣٢٥،
٢٤٣٣٨، ٢٤٣٣٩، ٢٤٣٤٤، ٢٤٣٤٥،
٢٤٣٥١، ٢٤٣٨٢، ٢٤٣٨٣، ٢٤٥٠٨،
٢٤٥٠٩، ٢٤٦١٧، ٢٤٦٧٥، ٢٤٧٤٨،
٢٤٧٤٩، ٢٤٧٥٠، ٢٤٧٥٥، ٢٤٧٥٩،
٢٤٨١٧، ٢٤٨٢١، ٢٤٨٢٢، ٢٤٩٥٧،
٢٤٩٥٩، ٢٥٠٣٤، ٢٥٠٣٧، ٢٥٠٣٨،
٢٥٠٤٥، ٢٥٠٤٦، ٢٥٠٤٩ – ٢٥٠٥٢،
٢٥٠٥٥، ٢٥٠٥٤، ٢٥٠٦١، ٢٥٠٦٥،
٢٥٠٦٨، ٢٥٠٧٠، ٢٥٠٧٣، ٢٥٠٧٧،
٢٥٠٨٠، ٢٥١٥٣، ٢٥٢٧٠، ٢٥٢٨٤،
٢٥٣٢٥، ٢٥٣٢٧ – ٢٥٣٣٠، ٢٥٤٠٤،
٢٥٤٠٨، ٢٥٤٥٦، ٢٥٤٧٥ – ٢٥٤٨٢،
٢٥٥١٩، ٢٥٥٣٢، ٢٥٥٣٣، ٢٥٥٣٨،
٢٥٥٣٩، ٢٥٥٤٠، ٢٥٥٥٣، ٢٥٥٦٠ –
٢٥٥٧١، ٢٥٥٧٣، ٢٥٥٨١، ٢٥٥٨٣،
٢٥٥٩٢، ٢٥٥٩٣، ٢٥٥٩٤، ٢٥٥٩٦،
٢٥٦١١، ٢٥٦٢٧، ٢٥٦٢٨، ٢٥٦٢٩،
٢٥٦٦٩، ٢٥٦٨٣، ٢٥٦٩٣، ٢٥٦٩٤،
٢٥٦٩٥، ٢٥٦٩٧، ٢٥٦٩٨، ٢٥٧٠٠،
٢٥٧٠٨، ٢٥٧١٢، ٢٥٧١٦، ٢٥٧١٩،
٢٥٧٣٧، ٢٥٧٣٩، ٢٥٧٥٠، ٢٥٧٥١،
٢٥٧٦٤، ٢٥٧٦٥، ٢٥٧٦٧، ٢٥٧٨٧ –
٢٥٧٩٠، ٢٥٧٩٢، ٢٥٧٩٤، ٢٥٧٩٩،

۷۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”مستدرک علی الصحیحین للحاکم“ میں سفیان ثوری سے میرے علم کے مطابق تقریباً ۲۴۰ روایات معنعن/عن والی نقل کیں ہیں اور تصحیح کی ہے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اِس کتاب مستدرک حاکم کے تفصیلی مطالعہ اور منہج سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی/معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں۔ اور ان کی تدلیس حدیث اور روایت میں ضعف کی بنیاد نہیں ہے۔

مستدرک حاکم میں سفیان ثوریؒ کی روایات کی تفصیل

حدیث نمبر:- ۳۷۔۹۰۔۹۱۔۹۶۔۹۵۔۱۰۹۔۱۱۷۔۱۲۵۔۱۲۸۔۱۳۷۔
۱۵۵۔۱۶۸۔۱۷۴۔۱۷۵۔۱۷۱۔۱۷۵۔۲۶۵۔۲۷۶۔۲۷۸۔۳۲۹۔۳۵۲۔۳۵۳۔۴۴۹۔
۵۲۳۔۵۳۳۔۵۴۵۔۵۶۱۔۶۴۳۔۶۴۷۔۶۵۰۔۶۶۲۔۶۷۹۔۷۲۸۔۷۲۹۔۷۶۵۔۷۹۹۔
۸۷۹۔۸۷۵۔۹۰۸۔۹۰۹۔۹۰۸۔۹۷۶۔۹۷۵۔۹۶۶۔۱۰۶۲۔۱۰۶۶۔۱۱۰۸۔۱۲۲۰۔۱۲۳۰۔
۱۲۴۲۔۱۲۶۴۔۱۳۱۵۔۱۳۹۰۔۱۶۱۹۔۱۴۲۶۔۱۴۵۶۔۱۴۵۷۔۱۴۵۸۔۱۴۶۰۔۱۴۹۱۔۱۵۱۴۔
۱۵۱۵۔۱۵۴۴۔۱۵۴۵۔۱۵۸۴۔۱۵۸۵۔۱۶۵۵۔۱۶۸۸۔۱۷۰۵۔۱۷۱۱۔۱۷۷۸۔۱۸۵۳۔
۱۸۶۵۔۱۹۳۴۔۱۹۵۹۔۱۹۶۲۔۱۹۹۴۔۲۰۱۱۔۲۰۸۲۔۲۱۲۶۔۲۱۳۶۔۲۱۵۲۔۲۱۶۱۔۲۱۹۶۔
۲۲۱۲۔۲۲۲۳۔۲۲۸۱۔۲۲۸۵۔۲۳۲۱۔۲۴۳۱۔۲۵۱۹۔۲۳۷۶۔۲۵۷۳۔۲۵۷۵۔۲۵۹۸۔
۲۶۴۱۔۲۶۴۲۔۲۷۳۱۔۲۷۷۷۔۲۸۴۵۔۲۹۰۵۔۲۹۴۰۔۲۹۵۶۔۲۹۷۴۔۳۰۲۷۔۳۰۶۶۔
۳۰۷۲۔۳۰۱۹۔۳۱۰۲۔۳۱۲۹۔۳۱۳۱۔۳۱۴۶۔۳۱۸۰۔۳۱۹۱۔۳۲۰۸۔۳۲۱۱۔۳۲۲۹۔
۳۲۴۲۔۳۲۴۸۔۳۲۴۹۔۳۲۵۵۔۳۲۵۹۔۳۲۶۶۔۳۲۶۷۔۳۲۷۴۔۳۲۷۵۔۳۲۹۲۔
۳۳۰۲۔۳۳۰۴۔۳۳۱۸۔۳۳۲۶۔۳۳۳۴۔۳۳۰۴۔۳۳۱۸۔۳۳۲۶۔۳۳۳۴۔۳۳۴۹۔
۳۳۵۳۔۳۳۶۶۔۳۳۷۳۔۳۳۷۴۔۳۳۷۸۔۳۳۸۲۔۳۳۹۵۔۳۴۰۱۔۳۴۱۳۔۳۴۱۵۔
۳۴۲۵۔۳۴۳۶۔۳۴۶۸۔۳۴۷۱۔۳۴۷۲۔۳۵۱۷۔۳۵۱۱۔۳۵۱۲۔۳۵۱۴۔۳۵۲۶۔

۳۵۵۷۔۳۵۶۶۔۳۵۷۵۔۳۵۸۶۔۳۵۹۵۔۳۵۹۷۔۳۹۵۸۔۳۶۰۱۔۳۶۰۸۔۳۶۱۳۔
۳۶۱۷۔۳۶۱۸۔۳۶۵۳۔۳۶۶۴۔۳۶۷۰۔۳۶۷۴۔۳۷۳۰۔۳۷۵۸۔۳۸۰۰۔۳۸۰۱۔
۳۸۳۰۔۳۸۳۳۔۳۸۳۶۔۳۸۵۸۔۳۸۹۰۔۳۹۰۸۔۳۹۱۱۔۳۹۴۶۔۳۹۸۴۔۳۹۸۵۔
۳۹۹۸۔۳۹۹۱۔۳۹۹۶۔۳۹۷۷۔۳۹۷۸۔۴۰۱۰۔۴۰۱۵۔۴۰۴۹۔۴۰۸۲۔۴۰۳۹۔۴۲۷۵۔
۳۸۱۳۔۵۲۱۱۔۵۳۹۱۔۵۴۴۹۔۵۴۵۱۔۵۴۷۸۔۵۵۰۱۔۵۵۸۳۔۵۷۲۹۔۵۷۳۰۔
۵۷۴۱۔۶۰۰۵۔۸۷۰۲۔۸۷۰۷۔۸۷۳۰۔۸۸۴۴ وغیرہ۔

مزید بھی واضح ہو گیا کہ زبیر علیزئی صاحب کا نور العینین صہ ۱۳۸ پر امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثالثہ قرار دینا امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اصول کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ امام حاکم اپنی کتاب مستدرک حاکم میں متعدد مقامات اور حدیث میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کی تصحیح کی ہے۔ اِس مندرجہ ذیل بالا تحقیق سے چند نقات عیاں ہوتے ہیں۔

۱۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق سے رجوع کر لیا تھا۔

۲۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات صحیح ہیں۔

۳۔ امام حاکم کے اقوال اور منہج میں تعارض ثابت ہوتا ہے جس سے ان کے دونوں اقوال ساقط قرار پائے گئے اور پھر زبیر علیزئی کا امام حاکم کے قول سے استدلال مردود ہے۔

اِس تحقیق سے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے جو اقوال ثابت ہوتے ہیں۔ کس قول کو مانا جائے اور کس قول کو رد کیا جائے اِس کا جواب تو زبیر علیزئی صاحب ہی دے سکتے ہیں۔

امام حاکم کی تصحیح کی علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موافقت کی ہے۔ اس طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی معنعن روایات صحیح ہیں۔

تحقیق سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ میں درج/نقل کرنا بالکل صحیح اور جمہور کے مطابق ہے جبکہ زبیر علیزئی صاحب کا طبقہ ثالثہ میں درج کرنا غلط مردود اور جمہور کے خلاف ہے۔

مستدرک حاکم میں سفیان ثوری کی احادیث کا عکس

(۱۷٤٤)ـ حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا الحسن بن علي بن عفان العامري، ثنا معاوية بن هشام، ثنا سفيان، عن الأعمش، عن الحكم، عن مقسم، عن ابن عباس، عن أسامة ﷺ: «أنّ النبيّ ﷺ أَرْدَفَهُ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَأَفَاضَ بِالسَّكِينَةِ وقال: «أيها الناسُ عليكم

[١٧٤٠] وافقه الذهبي في التلخيص: صحيح رواه مسلم والنسائي.
[١٧٤١] وافقه الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.
[١٧٤٢] وافقه الذهبي في التلخيص: صحيح.
[١٧٤٣] وافقه الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.
[١٧٤٤] وافقه الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

(١٩١٠)ـ حدثنا أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه، ثنا الحسن بن سلام، ثنا قبيصة، ثنا سفيان. وأخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، ثنا عبد الرحمٰن بن مهدي، ثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن عبيد أبي المغيرة، عن حذيفة ﷺ قال: كُنْتُ ذَرِبَ اللِّسَانِ على أهلي قلتُ: يا رسولَ الله قد خَشِيتُ أنْ يُدْخِلَنِي لِسَانِي النَّارَ قال:

[١٩١٥] وافقه الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.
[١٩١٦] وافقه الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.
(١) في المخطوطة: «واغفر لي» وفي المطبوعة «واعزم لي» وكذلك في التلخيص.
[١٩١٧] أورده الذهبي في التلخيص سنداً ومتناً، وسكت عنه.
[١٩١٨] وافقه الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

(٣١٢٣)ـ أخبرنا الحسن بن يعقوب العدل، ثنا محمد بن عبد الوهاب، ثنا جعفر بن عون، ثنا سفيان بن سعيد، عن عاصم بن كليب، عن أبيه، عن ابن عباس رضي الله عنهما: «أنه كان رآهم يطوفون بين الصفا والمروة قال: «هذا مما أورثتكم أمّ إسماعيل». هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

[٣١٢١] وافقه الذهبي في التلخيص: صحيح.
[٣١٢٢] وافقه الذهبي في التلخيص: صحيح.
[٣١٢٣] وافقه الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.
(١) عزف الجن: جرس أصواتها.
[٣١٢٤] وافقه الذهبي في التلخيص: صحيح.

۸۔ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

امام ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد معنعن روایات کی تصحیح کی ہے اور امام ابن خزیمہ کی یہ خاصیت ہے کہ وہ حدیث میں علت کی وضاحت کردیتے ہیں۔ مگر امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح خزیمہ میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کی وجہ سے حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا۔ دیکھیے صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر

۷۳۔۷۶۔۱۹۱۔۳۸۷ وغیرہ

صحیح ابن خزیمہ میں سفیان ثوریؒ کی روایات کی تفصیل

(٥٦) باب كراهية رد السلام يسلم على البائل .

٧٣ - أخبرنا أبو طاهر ، حدثنا أبو بكر (١٣/ب) ، حدثنا عبد الله بن سعيد الأشج ، حدثنا أبو داود الحفري عن سفيان ؛ وحدثنا محمد بن بشار ، نا أبو أحمد - يعني الزبير - حدثنا سفيان الثوري عن الضحاك بن عثمان عن نافع عن ابن عمر :

٧٦ - أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا يوسف بن موسى ، نا جرير عن الأعمش ؛ وحدثنا يعقوب بن إبراهيم ، نا عيسى بن يونس ، نا الأعمش ؛ وحدثنا أبو موسى ، نا عبد الرحمن - يعني ابن مهدي - عن سفيان عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر ، قال :

« قال رسول الله ﷺ : « إذا استجمر أحدكم فليستجمر ثلاثاً » .

(١٩١) باب استحباب غسل الكافر إذا أسلم بالماء والسدر :

٢٥٤ - أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا محمد بن بشار بندار ، نا عبد الرحمن ، نا سفيان عن الأغر بن الصباح عن خليفة بن الحصين عن قيس بن عاصم :

أنه أسلم ، فأمره النبي ﷺ أن يغتسل بماء وسدر .

٢٥٥ - أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا أبو موسى محمد بن المثنى ، حدثنا يحيى عن سفيان عن الأغر عن خليفة بن الحصين عن قيس بن عاصم :

أنه أتى النبي ﷺ ، فاستخلاه ، فأسلم ، فأمره أن يغتسل بماء وسدر .

٣٨٧ - أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا أبو موسى ، محمد بن المثنى ، نا عبد الرحمن عن سفيان عن عون - وهو ابن أبي جحيفة - عن أبيه ، قال :

رأيت بلالا يؤذن فيتبع بفيه . ووصف سفيان يميل برأسه يميناً وشمالاً .

۹۔ امام ابوزرعہ الرازیؒ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

امام ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کی تصحیح کی ہے۔ دیکھئے کتاب العلل جلد نمبر۲ صفحہ ۴۸۰ رقم ۵۳۲۔

۱۰۔ امام ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب منتقیٰ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد معنعن/عن والی روایات نقل کیں ہیں اور اِس نہج سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری کی تدلیس حدیث کی صحت اور ثقاہت کے لیے مضر نہیں۔ دیکھیے منتقیٰ ابن جارود حدیث نمبر ۱۰۵۸۔ ۹۹۶۔ ۱۰۴۶ وغیرہ۔

۱۱۔ محدث خطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی سفیان ثوری کی تدلیس:

محدث خطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ آلاراء کتاب الفصل للوصل المدرج فی النقل جلد نمبر ۱ ص ۱۹۲ پر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے معنعن/عن والی روایت نقل کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

۱۲۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس والی روایات:

میری تحقیق کے مطابق امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف سنن دار قطنی میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی معنعن/عن والی روایات تقریباً ۲۸۳ روایات لی ہیں۔ اور تدلیس کے الزام وارد نہیں کیا اور کسی حدیث کو سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے رد نہیں کیا۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سنن دار قطنی کے منہج سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام سفیان ثوریؒ کی تدلیس اِن کے نزدیک قطعاً مضر نہیں اور اِن کی معنعن روایات بالکل صحیح ہوتی ہے۔

دار قطنی میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کی تفصیل

سفيان بن سعيد الثوري :

١٨، ٤٠، ٤١، ٦٦، ٧٦، ١٤٦، ١٥٩،
٢٨٤، ٢٨٥، ٢٨٨، ٢٨٩، ٣٢٨، ٤٠٧،
٤٠٩، ٤١٠، ٤١٢، ٤٤٦، ٤٥٠، ٤٩٤،
٥٠٠، ٥٠١، ٥٠٢، ٥٠٤، ٥٠٩، ٥٢٤،
٥٢٥، ٥٢٨، ٥٣٠، ٥٤٥، ٦٢٦، ٦٣٤،

٦٤٨، ٦٤٩، ٦٦١، ٧١٩، ٧٢١، ٧٢٥،
٧٧٨، ٨٠٨، ٨٥١، ٩٤١، ٩٤٢، ٩٤٦،
٩٥٠، ٩٥٢، ٩٦٥، ١٠١٤، ١٠٣٣،
١٠٣٤، ١٠٣٥، ١١٠٠، ١١٢٦، ١١٩٦،
١١٩٧، ١٢٦٧، ١٢٦٨، ١٢٦٩، ١٣١٩،
١٣٢٨، ١٣٥٩، ١٤١١، ١٤١٨، ١٤٢١،
١٤٢٤، ١٤٦٠، ١٤٦١، ١٤٨٥، ١٥٠٧،
١٥٠٨، ١٥٣٤، ١٥٣٥، ١٥٣٦، ١٥٥١،
١٥٩٠، ١٥٩١، ١٦١٢، ١٦٢٧، ١٧١٣،
١٧٥٣، ١٧٥٤، ١٧٥٥، ١٧٧٦، ١٧٧٧،
١٧٩١، ١٨٠٧، ١٨١٩، ١٨٤٧، ١٨٥٧،
١٨٥٩، ١٨٦١، ١٨٦٣، ١٨٧٤، ١٩١٤،
١٩٢١، ١٩٣٥، ١٩٣٦، ١٩٩٢، ١٩٩٦،
١٩٩٧، ٢٠٠٣، ٢٠٢١، ٢٠٥٦، ٢٠٦٣،
٢٠٦٤، ٢٠٦٩، ٢٠٧٠، ٢١٢١، ٢١٢٧،
٢١٢٨، ٢١٤٥، ٢١٥٦، ٢١٥٧، ٢١٥٨،
٢١٧٠، ٢١٧١، ٢١٨٥، ٢١٩٥، ٢١٩٩،
٢٢٠٠، ٢٢٠١، ٢٢٠٣، ٢٢٣٦، ٢٢٦١،
٢٢٦٢، ٢٢٦٣، ٢٢٨٤، ٢٣٦٨، ٢٣٦٩،
٢٣٨٥، ٢٣٨٦، ٢٤٠٤، ٢٤١١، ٢٤٢٠،
٢٤٢١، ٢٤٢٩، ٢٤٥٧، ٢٤٨٤، ٢٥١٢،
٢٥١٣، ٢٥١٥، ٢٥١٦، ٢٥٣٣، ٢٥٧٧،
٢٥٧٨، ٢٥٩٥، ٢٦٢٣، ٢٦٢٤، ٢٦٧٥،
٢٦٩٦، ٢٧٢٨، ٢٧٤٠، ٢٧٤١، ٢٧٥٣،

٢٧٥٥، ٢٧٥٧، ٢٧٦٧، ٢٧٨١، ٢٧٨٣،
٢٧٩٨، ٢٨١٣، ٢٨٢٣، ٢٨٣٨، ٢٨٧٦،
٢٩٠٢، ٢٩٧٤، ٢٩٨٥، ٣٠٢١، ٣٠٥٨،
٣٠٥٩، ٣٠٧٤، ٣٠٩٠، ٣١٠٥، ٣١٠٦،
٣١٥٧، ٣١٥٨، ٣١٦٤، ٣١٧١، ٣١٧٦،
٣١٧٧، ٣٢١٢، ٣٢٦٠، ٣٢٧٠، ٣٢٧١،
٣٢٧٢، ٣٢٩١، ٣٢٩٣، ٣٢٩٤، ٣٣٠١،
٣٣٠٢، ٣٣١٠، ٣٣٢٦، ٣٣٦٣، ٣٣٦٥،
٣٣٧٤، ٣٣٧٧، ٣٣٧٩، ٣٣٨٠، ٣٣٩٤،
٣٤٠٦، ٣٤٠٧، ٣٤٤٥، ٣٤٥٥، ٣٤٥٧،
٣٤٥٩، ٣٤٩٣، ٣٤٩٤، ٣٥١٠، ٣٥٤٤،
٣٥٦٣، ٣٥٦٤، ٣٥٦٥، ٣٥٦٩، ٣٥٨٣،
٣٦١٠، ٣٦١٢، ٣٦١٤، ٣٦٢٤، ٣٦٩٠،
٣٧٤٧، ٣٧٩٢، ٣٨٠٧، ٣٨١١، ٣٨١٤،
٣٨١٥، ٣٨٣٠، ٣٨٦٩، ٣٨٧٢، ٣٨٨٧،
٣٨٩٢، ٣٨٩٩، ٣٩٠٠، ٣٩٠١، ٣٩٢٨،
٣٩٢٩، ٣٩٩٨، ٤٠١٦، ٤٠١٧، ٤٠٣٨،
٤٠٤٠، ٤٠٤٣، ٤٠٥٢، ٤٠٥٣، ٤٠٥٤،
٤٠٥٥، ٤٠٧٣، ٤٠٧٦، ٤٠٧٧، ٤٠٩٧،
٤٠٩٨، ٤٠٩٩، ٤١٠٥، ٤١١١، ٤١٢٤،
٤١٢٥، ٤١٤٤، ٤١٤٥، ٤١٦٤، ٤٢٣٢،
٤٢٧٢، ٤٢٨٣، ١/٤٣١٠، ٢/٤٣١٠،
٤٣٥٥، ٤٣٧٢، ٤٣٩٧، ٤٣٩٨، ٤٤١٨،
٤٤١٩، ٤٤٦٤، ٤٥٢٦، ٤٥٢٧، ٤٥٣٣،

۱۳۔۱۴۔امام شہاب الدین البوصیری المصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ صہ ۱۳۵ پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے معنعن/عن والی روایت کی تصحیح اور امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ سے تحسین نقل کی ہے۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محدث بوصیری اور امام ابوالفضل العراقی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں۔

۱۵۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس مضر نہیں۔پچھلے اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۶۔امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ بھی سفیان ثوری کی تدلیس کو صحیح سمجھتے تھے۔پچھلے اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۷۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس:

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص المستدرک میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن والی روایات کی تصحیح کی ہے۔پچھلے اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۸۔امام ابوجعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری کی تدلیس:

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان ثوری سے اپنی کتاب تہذیب الآثار میں کئی حدیثیں نقل کیں مگر سفیان ثوری کی معنعن/عن والی روایات پر کوئی اعتراض وارد نہیں کیا۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام طبری کے نزدیک سفیان ثوری کی عن والی روایات صحیح ہوتی ہیں۔

(دیکھیے تہذیب الآثار مسند علی رضی اللہ عنہ)

تہذیب الآثار میں سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تفصیل

حدیث نمبر:- ۳۶،۱۶،۱،۹،۱۰،۲۹،۳۰

رقم:- ۱۴۳_۲۴۹_۳۹۲_۱۹۲_۲۵۴_۲۵۶_۱۱۲_۳۲۰_۳۸۲_۴۱۲_
۳۷۱_۳۸۱_۱۰۱_۴۰۷_۱۵_۱۰_۲۰۱_۳۶۵_۴۰۷_۹۳_۹۴_۷۳_۳۰۸_۲۰۹_
۹۰_۷۹_۷۸_۲۳۳_۲۳۵_۲۴۶_۳۷۸_۳۸۸_

زبیر علیزئی صاحب کا قارئین کو اُلجھانا

اِس مقام پر زبیر علیزئی صاحب کا قارئین کو اُلجھانے کی کوشش پر ضرور انتباہ کرنا چاہتا ہوں۔زبیر علیزئی صاحب نے نہایت ہی عقلمندی سے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔

۱۔ زبیر علیزئی صاحب نے اپنی کتاب نور العینین ص ۱۳۸ پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ''حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں'' والحکم بانہ لا یقبل من المدلس حتیٰ یبین قد أجراہ الشافعی رضی اللہ عنہ فیمن عرفناہ دلس مرۃ' واللہ اعلم'' حکم یہ ہے کہ مدلس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی تصریح کرے۔یہ بات (امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اس شخص پر جاری فرمائی ہے جو ایک مرتبہ ہی تدلیس کرے۔(علوم الحدیث مقدمہ ابن صلاح صہ ۹۹،سالۃ بلشافعی صہ ۳۸۰)۔

زبیر علیزئی کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر وہ راوی جس پر تدلیس کا الزام ثابت ہوا اُس کی ہر وہ روایت جو عن/یا معنعن ہو وہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔ زبیر علیزئی صاحب نے اس کی وضاحت خود بھی کی ہے۔ زبیر علیزئی صاحب نے اپنے ماہنامہ رسالہ الحدیث شمارہ نمبر ۳۳ صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں۔ ''میری تحقیق کے مطابق یہ مسلک (یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول) سب سے زیادہ راجح ہے۔'' اور مزید صہ ۵۵ پر لکھتے ہیں۔ ''بلکہ حق وہ ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: زبیر علیزئی الحدیث شمارہ نمبر ۳۳ صفحہ ۵۴ پر خود لکھتے ہیں۔

''لا نقبل من مدلس حديثاً حتى يقول فيه حدثني أو سمعت''

(ترجمہ) ہم مدلس کی کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کرینگے جب تک وہ حدثنی یا سمعت نہ کہے۔ (الرسالۃ للشافعی صہ ۳۸۰)

پھر شمارہ نمبر ۳۳ صہ ۵۵ پر طبقاتی تقسیم کا انکار کر دیا جو حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیے تھے۔ (حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے اور طبقہ ثانیہ کے مدلس راویوں کی روایت عن سے بھی مقبول اور صحیح ہوتی ہیں۔)

۲۔ مگر پھر زبیر علیزئی صاحب نے اپنی کتاب نور العینین صہ ۱۳۸ صہ ۱۳۹ پر طبقہ ثانیہ کی بحث چھیڑ دی۔ زبیر علیزئی صاحب نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی طبقہ ثانیہ کا انکار اور امام حاکم کے طبقہ ثالثہ کا اقرار کیا ہے۔

نوٹ: جب زبیر علیزئی صاحب محدثین کرام کے طبقات کا انکار کرتے ہیں تو طبقات کی بحث کرنا قارئین کو اُلجھانا ہے۔ ایک طرف تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے طبقات کی تقسیم کا

انکار کر دیا اور دوسرے مقام پر امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے طبقات کا اقرار کرنا یہ علمی اُلجھاؤ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول طبقات کی نفی کرتا ہے۔ اُمید ہے زبیر علیزئی صاحب اِس سے رجوع کرینگے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۲۷ پر لکھتے ہیں۔

''مدلس کی اگر معتبر متابعت ثابت ہو جائے تو اِس کی روایت قوی ہو جاتی ہے۔''

سفیان ثوری اس روایت میں عاصم بن کلیب سے منفرد ہیں اور ان کی کوئی معتبر متابعت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔''

الجواب:

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ طبقہ ثانیہ کے مدلس ہیں۔ اور طبقہ ثانیہ کی تدلیس حدیث کی صحت کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ متقدمین سے متاخرین محدثین نے اِس حدیث پر سفیان ثوریؒ کی تدلیس کی جرح نہیں کی۔ لہٰذا اِس حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا الزام باطل اور مردود ہے۔ سفیان ثوریؒ کی عاصم بن کلیب سے اِس روایت کی سماعت اور تحدیث پر خارجی اور داخلی دلائل کا ایک انبار ہے۔ جس کی وجہ سے متقدمین اور متاخرین نے اِس حدیث پر دوسرے اعتراضات تو وارد کیے مگر اس حدیث پر تدلیس کا الزام کسی محدث سے ثابت نہیں ہے۔

الزامی جواب:

اس حدیث میں اگر سفیان ثوری کی متابعت نہ بھی ہوتی تو پھر بھی یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر دلائل کی رو سے سفیان ثوری کی متابعت بھی ثابت ہے۔

امام دار قطنی کی تحقیق:

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری کی اِس حدیث میں متابعت کے بارے لکھتے ہیں۔ "وسئل عن حديث علقمة عن عبد الله قال الا اديكم صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرفع يديه في اول تكبيرة ثم لم يعد فقال يرويه عاصم ابن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه حدث به الثورى عنده رواه ابوبكر النهشلي عن عاصم ابن كليب عن عبد الرحمن ابن لاسود عن ابيه وعن علقمه عن عبد الله و كذلك رواه ابن ادريس عن عاصم ابن كليب عن عبد الرحمن ابن لاسود عن علقمه عن عبد الله و اسناده صحيح وفيه لفظة ليست بمعفوظة ذكرها ابو حذيفة في حديثه عن الثورى وهى قوله ثم لم يعد."

(العلل الوردہ فی الاحادیث جلد ۵ صہ ۱۷۱ صہ ۱۷۳) رقم ۸۰۴

امام دار قطنی کی تحقیق سے چند اہم نقات واضح ہوتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی تصحیح:

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کے بارے اسنادہ صحیح کے الفاظ لکھے۔ معلوم ہوا کہ امام دار قطنی کے نزدیک یہ حدیث بالکل صحیح اور قابل حجت ہے۔

(۲) سفیان ثوری کا صیغہ تحدیث:

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "حدث بہ الثوری عنہ" کے لفظ لکھے۔ جس سے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے صیغہ تحدیث ثابت ہوتے ہیں اور مدلس راوی اگر صیغہ تحدیث یا حدثنا کے لفظ بیان کرے اُس کی حدیث صحیح ہوتی ہے اور اِس کی متابعت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لہٰذا یہ حدیث متابعت کے بغیر بھی ثابت اور صحیح ہے۔

(۳) سفیان ثوری کی متابعت:

امام دارقطنی نے اِس حدیث میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ۲ متابعت نقل کی ہیں۔

۱۔ امام ابوبکر نہشلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے دو متابعت کی وجہ سے یہ حدیث بالکل صحیح اور قابل احتجاج ہے۔

اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب جمہور علماء کرام کے فیصلے کی روشنی میں اِس حدیث کی صحت کو تسلیم کرینگے اور اپنی مردود تحقیق سے رجوع کر کے حق کی جانب رجوع کرینگے اور امام دارقطنی سے ابوبکر نہشلی تک سند کے بارے میں اعتراض باطل اور مردود ہے۔

سفیان ثوری کی حدیث کے شواہد

مندرجہ بالا سطور سے یہ واضح ہو گیا کی سفیان ثوری کی معنعن روایات یعنی عن والی روایات جمہور محدثین کرام کے نزدیک صحیح اور ثابت ہوتی ہیں مگر اتمام حجت کے لئے ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین کی احادیث کے شواہد کی بھی تحقیق کرتے ہیں۔

مدلس راوی کی اگر متابعت یا شاہد مل جائے تو تدلیس کا اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔

زبیر علیزئی صاحب اس اصول کو خود اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔ ”مدلس راوی کی اگر معتبر متابعت یا قوی شاہد مل جائے تو تدلیس کا الزام ختم ہو جاتا ہے۔“

زبیر علیزئی صاحب نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۲۴ پر لکھتے ہیں۔

اگر چہ ہمارے نزدیک مرسل روایات ضعیف ہوتی ہیں مگر اس روایت کو دو وجہ سے پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ فریق مخالف کے نزدیک مرسل حجت ہے۔ ظفر احمد عثمانی نے کہا۔

”قلت: والمرسل حجۃ عندنا“ میں نے کہا اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے۔

(اعلاء السنن ۸۲/۱ بحث مرسل)

۲۔ یہ روایت حسن روایت کے شواہد میں ہے۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۳۸ بحث المرسل)

شاہد نمبر۱

(صحیح مرسل موقوف) حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراهیم عن عبدالله انه کان یرفع یدیه فی اول ما یستفتح ثم لا یرفعهما۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۱/۲۳۶)

شاہد نمبر۲

(صحیح مرسل موقوف) حدثنا اسحاق عن حصین عن عبدالرزاق عن حصین عن ابراهیم ابن مسعود کان یرفع یدیه فی اول شئ ثم لا یرفع بعد۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے۔ (المعجم الکبیر ۸/۲۶۱)

شاہد نمبر۳

(صحیح مرسل موقوف) حدثنا علی بن عبدالعزیز ثنا حجاج بن المنهال ثنا حماد بن سلمة عن حماد عن ابراهیم عن عبدالله بن مسعود انه کان اذا دخل فی الصلاۃ رفع یدیه ثم لا یرفع بعد ذلک۔ (المعجم الکبیر ۸/۲۶۱)

شاہد نمبر۴

(صحیح مرسل موقوف) عبدالرزاق عن الثوریؒ علی حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود کان یرفع یدیه فی اول شی ثم لا یرفع بعد۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے پھر اس کے بعد نہ کرتے۔ (مصنف عبدالرزاق ۲/۷۱)

شاہد نمبر ۵

(صحیح مرسل موقوف) عبدالرزاق عن ابی عینیه عن حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود مثله (مصنف عبدالرزاق ۲/۷۱)

شاہد نمبر ۶

(صحیح) عبدالرزاق عن الثوری عن حماد قال سالت ابراهیم عن ذلک فقال یرفع یه اول مرة (مصنف عبدالرزاق ۲/۷۱)

شاہد نمبر ۷

(صحیح مرسل موقوف) اخبرنا سفیان الثوری قال حدثنا حصین عن ابراهیم عن عبدالله ابن مسعود انه کان یرفع یدیه اذا فتح الصلوٰة (کتاب الحجہ ۱/۹۷)

شاہد نمبر ۸

(صحیح مرسل موقوف) حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوالاحوص عن حصین عن ابراهیم قال کان عبدالله لایرفع یدیه فی شی من الصلاة الا فی الافتتاح (شرح معانی آلاثار ۱/۱۳۳)

شاہد نمبر ۹

(صحیح) ثنا ابوبکرة ثنا مومل ثنا سفیان عن المغیرة قال قلت لا براهیم حدیث وائل انه رای النبی صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه ان افتتح الصلوٰة واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع فقال وائل رآه مرة یفعل فقد رآه عبدالله خمسین مرة لایفعل ذلک۔

(ترجمہ) مغیرہ نے کہا کہ میں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت وائل والی حدیث بیان کی کہ حضرت وائل نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو آپ رفع یدین کرتے تو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر حضرت وائل نے ایک مرتبہ ایسا دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پچاس مرتبہ دیکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے۔ (شرح معانی الآثار ا/۱۵۴)

شاہد نمبر ۱۰

(حسن) محمد بن جابر حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت مع النبي ﷺ و مع ابى بكر و مع عمر رضى الله عنهما فلم يرفعوا ايديهم الا عند التكبيرة الا ولى فى افتتاح الصلوٰة (سنن الدار قطنی ا/۲۹۵)

(ترجمہ) محمد بن جابر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

نوٹ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے "محمول علی سماع" ہوتی ہے کیونکہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کریں تو انہوں نے یہ حدیث ایک محدث سے نہیں سنی ہوتی بلکہ متعدد استادوں سے سنی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس پر منقطع کا اطلاق باطل اور غلط ہے۔

ان مندرجہ بالا تفصیل سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سفیان ثوری کے شواہد اور معنوی متابعت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض مردود ہے۔

سفیان ثوری کی تدلیس نہ کرنے کے داخلی ثبوت

تحقیقی نکتہ:

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کا محدثین کرام سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف ثابت کرنا باطل اور مردود ہے اور کچھ محدثین کرام نے صرف ثم لا یعود کے الفاظ کے نقل کرنے پر اعتراض کیا ہے۔ مگر محدثین کرام کا اس حدیث پر ثم لا یعود کے الفاظ پر اعتراض کرنا ہی امام سفیان ثوریؒ کی تدلیس کے الزام کو رفع کرتا ہے اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کا جواب ہے۔ اس نکتہ کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ تدلیس کی تعریف کی جائے۔ مناسب ہے کہ تدلیس کی تعریف بھی زبیر علیزئی کے الفاظ میں نقل کی جائے تاکہ اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہے۔

زبیر علیزئی صاحب الحدیث شمارہ نمبر ۳۳ فروری ۲۰۰۷ء میں صہ ۲۳ پر تدلیس کی اصطلاحی تعریف لکھتے ہیں۔ "اگر راوی اپنے اس استاد سے (جس سے اس کا سماع، ملاقات اور معاصرت ثابت ہے) وہ روایت (عن یا قال وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ بیان کرے جسے اس نے (اپنے استاد کے علاوہ) کسی دوسرے شخص سے سنا ہے۔ اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہوگی تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ علوم الحدیث ابن صلاح صہ ۹۵ اختصار علوم الحدیث صہ ۹۵ تمام کتب اصول حدیث' زبیر علیزئی کے الفاظ میں تدلیس کی تعریف سے یہ معلوم ہوا کہ راوی نے یہ حدیث کسی اور سے سنی ہو اور نام اپنے

استاد کا ذکر کرے مگر محدثین کرام جن میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے یہ بات ذکر کی ہے۔ یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن ادریس دونوں نے روایت کی مگر سفیان ثوری کی حدیث میں **ثم لا یعود** کے الفاظ موجود ہیں جبکہ عبداللہ بن ادریس اس حدیث کو عاصم بن کلب سے روایت کرتے ہیں تو ان کی راویت میں **ثم لا یعود** کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ اگر حدیث میں سفیان ثوریؒ نے تدلیس کی ہوتی تو پھر **ثم لا یعود** کے الفاظ ہونے یا نہ ہونے کا اعتراض صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ تدلیس کہتے ہی اسے ہیں جس میں راوی نے حدیث اپنے استاد سے نہ سنی ہو۔ محدثین کرام کی وضاحت سے ایک نکتہ واضح ہوگیا کہ یہ حدیث امام سفیان ثوری اور امام عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے عاصم بن کلیب سے سنی اور راویت کی ہے اگر تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں تدلیس کی ہے تو محدثین کرام کا یہ اعتراض لایعنی ہے اور اگر اس اعتراض کے کوئی حقیقت ہے تو تدلیس کا الزام باطل اور مردود ہے (یہ علیحدہ سے وضاحت ہوچکی ہے کہ **ثم لا یعود** کے الفاظ کے بغیر بھی احناف کا دعویٰ مکمل ثابت ہوتا ہے)۔ کیونکہ اگر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں تدلیس کی ہوتی تو محدثین کرام یہ صراحت کردیتے کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سنی ہی نہیں جبکہ محدثین کرام کے اعتراض کی بنیاد ہی سفیان ثوری کی عاصم بن کلیب سے روایت میں "**ثم لا یعود**" کے الفاظ کی زیادتی ہے۔

لہٰذا اس بحث سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اس حدیث میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے تدلیس نہیں کی اور زبیر علیزئی صاحب (عبدالرحمٰن معظمی اور ارشاد الحق اثری) کا تدلیس کو بنیاد بنا کر اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنا باطل مردود، جمہور محدثین کے خلاف اور تحقیقی منہج کے مخالف ہے۔

سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب کی سند کا محدثین کرام کے نزدیک مقام

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عاصم بن کلیب سے عن والی روایت کو مختلف محدثین کرام نے تصحیح کی ہے۔

۱۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۱۲۲ میں جعفر بن عون ثنا سفیان بن سعید (ثوری) عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو "ھذا حدیث صحیح" لکھا ہے۔

۲۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص المستدرک حدیث نمبر ۳۱۲۲ پر اس حدیث کی تصحیح میں امام حاکم کی موافقت کی ہے۔

۳۔ امام ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک علی تلخیص میں اس حدیث کی تصحیح پر سکوت کیا۔

۴۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن نسائی میں میرے علم کے مطابق سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب کی ۴ روایات نقل کی ہیں۔ اور اس حدیثوں پر کوئی اعتراض اور خاص طور پر سفیان ثوری کی تدلیس کا الزام عائد نہیں کیا۔

(i) حدثنا محمد. وھو ابن یوسف الفریابی. قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجرؓ ...... (حدیث نمبر ۱۲۷۲، کتاب السھو)

(ii) حدثنا النعمان بن عبدالسلام عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن

ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ ...... (حدیث نمبر ۱۶۵۶۔ کتاب قیام اللیل۔ باب اختلاف علی عائشۃ فی احیاء اللیل)

(iii) حدثنا عبدالرحمن عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابی بردہ عن علی رضی اللہ عنہ ...... الخ (حدیث نمبر ۵۲۲۸۔ کتاب الزینۃ۔ باب النھی عن الخاتم فی السبابۃ)

(iv) حدثنا قاسم قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر ...... الخ (حدیث نمبر ۵۰۸۳۔ کتاب الزینۃ۔ باب التطویل الجمۃ۔)

۵۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن ابی داؤد میں میرے علم کے مطابق سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب کے ۲ روایتیں لکھی ہیں۔

(i) حدثنا عبدالرزاق حدثنا الثوری عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ...... الخ (حدیث نمبر ۲۸۰۱ کتاب الضحایا۔ باب وایجوز من السنن فی الضعایا)

(ii) حمید بن خوار عن سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب عن ابیہ...... الخ (حدیث نمبر ۴۱۹۲۔ کتاب الرجل۔ باب فی تطویل جمۃ)

(اوران احادیث پر سفیان ثوری کی تدلیس پر کوئی اعتراض نقل نہیں کیا)۔

۶۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابن ماجہ میں میرے علم کے مطابق سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب کی ۲ روایتیں نقل کی ہیں۔

(i) حدثنا عبدالرزاق انبانا الثوری عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ...... الخ (حدیث نمبر ۳۲۶۰۔ کتاب الاضاحی۔ باما تجزی من الاضاحی)

(ii) سفیان بن عقبۃ عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ...... الخ (حدیث نمبر ۳۶۷۷۔ کتاب اللباس۔ باب کراھیۃ کثرۃ الشعر)

اوران روایات پر امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عن عاصم بن کلیب کی روایت پر کوئی اعتراض نہیں لکھا۔

لہٰذا اس تفصیل سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ امام سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عاصم بن کلیب سے معنعن/عن والی روایت کی محدثین کرام نے تصحیح کی ہے اور ان کے نزدیک سفیان ثوری کی عاصم بن کلیب سے معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی حدیث میں سفیان ثوری پر تدلیس کا الزام دلائل کی رو سے باطل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر محدثین کرام کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے اپنی کتاب نور العینین ص ۱۳۰ تا ص ۱۳۴ پر تقریباً ۲۰ محدثین کرام سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتراضات وارد کیے ہیں۔ ان تمام اعتراضات کا بنیادی محور "ثم لا یعود" کے الفاظ ہیں۔ مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث "ثم لا یعود" کے الفاظ کے بغیر بھی ترک رفع یدین پر صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اپنے تمام الفاظ کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے۔ اور احناف کا دعویٰ بغیر "ثم لا یعود" بھی ثابت ہوتا ہے۔ ان تمام محدثین کرام نے تقریباً "ثم لا یعود" کے لفظ پر اعتراض کیا ہے۔ مگر اس حدیث کی سند جمہور محدثین کرام کے نزدیک صحیح ہے۔

نکتہ:

یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے اور اعتراض صرف "ثم لا یعود" کے الفاظ پر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے صہ ۱۳۰ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جرح نقل کی ہے "لم یثبت حدیث ...... ابن مسعود رضی اللہ عنہ"

(سنن ترمذی ۱/۵۹)

جواب:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس جرح کا راوی سفین بن عبدالملک ہے۔ سفیان بن عبدالملک حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم شاگرد ہے۔ (دیکھیے الکاشف ۱/۲۲۳ تہذیب الکمال ص ۴۴۵) جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حضرت عبداللہ بن مبارک بھی روایت کرتے ہیں۔ اور اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مبارک کے متاخر راوی سوید بن نصر ہیں۔ (دیکھیے الکاشف ۱/۳۳۰ تہذیب التہذیب ۲/۲۸۰) لہٰذا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ جرح مرجوع ہے۔ اس تحقیق سے مندرجہ ذیل نقاط واضح ہوتے ہیں۔

۱۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جرح قدیم تھی۔ لہٰذا جرح مرجوع ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو خود روایت کیا ہے۔ (نسائی ۱/۱۵۸) جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا تھا۔

۳۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کرنا اور پھر اسی حدیث کو روایت کرنا ابن مبارک کے قول میں تعارض بھی ثابت کرتا ہے۔ اور اس طرح دونوں قول ساقط قرار پائے گئے۔

۱۔ علامہ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

ان عدم ثبات عند ابن المبارک لایمنع من اعتبار رجاله' والنظر فی رأیة و الحدیث یدور علی عاصم بن کلیب' وهو ثقه عند بن حبان' وابن سعد' واحمد بن صالح المعری' وابن شاهین' ویحیی بن معین وفسوی و غیرهم. (شرح ابن ماجہ ۵/۱۴۶۷)

لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کو نقل کرنا مردود ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ امام شیخ الاسلام ابن دقیق العید مالکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

بیان عدم الثبوت اعتبر عند المبارک لا یمنع من انظر فیه وهو یدور علی عاصم بن کلیب وقد وثقة ابن معین. (نصب الرایہ ۱/۳۵۹)

۳۔ امام ترمذی کا جواب:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ترمذی ۱/۵۹ میں امام ابن مبارک کی جرح نقل کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کرنے کے بعد حسن صحیح کے الفاظ درج کیے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جرح مرجوع یا ثابت نہیں تھی۔

۴۔ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مبارک کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"أن عدم ثبوت اعتبر عند ابن مبارک لا یمنع عن النظر فیه' وهو یدور علی عاصم بن کلیب' وقد وثقه ابن معین"

(شرح سنن ابی داؤد ۳/۴۲)

۵۔ حافظ ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

حافظ ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مبارک کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ "والحدیث عندی لعدالة رواته. اقرب الی صحة"

(بیان الوھم والالہام ۳/۳۶۷)

۶۔ محدث ماردینی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

علامہ علاؤالدین الماردینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔"عن عدم ثبوته عند ابن المبارك معارض لثبوته غيره فان ابن حزم صححه في المحلى وحسنه ترمذي. "یعنی ابن مبارک کے نزدیک اس کا عدم ثبوت معارض ہے دوسروں کے نزدیک ثبوت کے ساتھ اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے محلی میں اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔(الجواہر النقی ۲/۷۷)

۷۔ محدث وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

حضرت علامہ محدث وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔"الجواب قال الشيخ في الامام بان عدم ثبوته عنده لا يمنع النظر فيه وهو يدور على عاصم وثقه' ابن معين و اخرج له مسلم (التعلیق المجلی لمانی منیۃ المصلی صہ ۳۰۵) یعنی ابن مبارک کے نزدیک حدیث کا ثبوت نہ ہونا اس پر عمل کرنے سے نہیں روکتا کیونکہ اس حدیث کا دارومدار عاصم بن کلیب پر ہے۔اور امام ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور امام مسلم نے روایت لی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۱ پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کیا۔

"امام شافعی نے ترک رفع یدین کی احادیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت نہیں ہیں۔

(کتاب الام ج ۷ صہ ۲۰۱، سنن الکبریٰ ۲/۸۱، فتح الباری ۲/۲۲۰) قال الزعفرانی قال الشافعی فی القدیم ولا یثبت (ترجمہ) زعفرانی نے کہا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ثابت نہیں ہے۔"

جواب:

زبیر علیزئی صاحب سے عاجزانہ عرض ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جرح کے الفاظ نقل کریں تاکہ قارئین کو یہ اندازہ ہو سکے کہ جرح کی حیثیت کیا ہے۔ لہٰذا مبہم الفاظ کی جرح و تعدیل کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قلت تقدم تصحیح الطحاوی ذلک عن والسند بذلک صحیح کما مر والمثبت مقدم علی النافی (الجواہر النقی صہ ۷۹)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ پہلے امام الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح گزر چکی ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے اور ثابت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں، (جواہر النقی ص ۷۹) قول الشافعی بعد ذلک کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ترک رفع یدین ثابت ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین ص ۱۳۱ پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کیا ہے۔

''احمد بن حنبل نے اس روایت پر کلام کیا۔'' (جزء رفع یدین: ۳۲، مسائل احمد روایۃ عبداللہ بن احمد ۱/۲۴۰)۔

جواب:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل احمد روایہ عبداللہ بن احمد ۱/۲۴۰ پر اس حدیث کے راویوں پر کوئی جرح نقل نہیں کی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ''ثم لا یعود'' کے الفاظ پر اعتراض وارد کیا ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی حدیث ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ترک رفع یدین پر نص اور دال ہے۔ ترمذی شریف ۱/۵۹ اور نسائی ۱/۱۲۰ اور ابوداؤد شریف ۱/۱۱۶ میں یہ حدیث ثم لا یعود کی زیادت کے بغیر نقل کی گئی۔

امام احمد نے اپنی مسند احمد ۱/۳۸۷ میں خود یہ حدیث امام وکیع سے نقل کی ہے۔

جس یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث مقبول اور قابل احتجاج اور صحیح تھی۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جرح وہ بھی صرف ثم لا یعود کے الفاظ نقل کرنا مردود اور غلط ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کے بارے میں قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''کل ما کان فی المسند فھو مقبول''

(ترجمہ) کہ مسند احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔ (نیل الاوطار ۱/۲۰)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کے الفاظ مکمل نقل کیے جائیں۔

رقم ۷۱۳. قال ابی: حدیث عاصم بن کلیب رواہ ابن ادریس فلم یقل: "ثم لا یعود" (کتاب العلل و معرفة الرجال صه ۳۷۰ رقم ۷۱۳)

رقم ۷۱۴. حدثنی ابی قال: حدثنا یحییٰ بن آدم قال: اعلاء علی عبد اللہ بن ادریس من کتابه عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود قال: حدثنا علقمه عن عبد اللہ قال: علمنا رسول اللہ ﷺ الصلاة: فکبر و رفع یدیه ثم رکع، وطبق یدیه وجعلهما بین رکبتیه، فبلغ سعدا فقال: صدق اخی قد کنا نفعل ذلک. ثم أمرنا بهذا واخذ برکبتیه. (کتاب العلل و معرفته الرجال صه ۳۷۰ رقم ۷۱۴)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث پر کوئی جرح نہیں نقل کی صرف یہ لکھا ہے کہ ابن ادریس کی روایات میں "ثم لا یعود" کے الفاظ نہیں ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے جو الفاظ جزء بخاری رقم ۳۲ میں منقول ہیں اِن میں تحریف ہوئی ہے۔ جزء رفع یدین کے الفاظ ہیں "وقال احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم: نظرت فی کتاب عبد اللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فیه "ثم لا یعود".

جزء رفع یدین رقم ۳۲ میں الفاظ "نظرت فی کتاب عبد اللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فیه ثم لا یعود" میں تحریف اور گڑ بڑ ہے۔ لہٰذا جزء رفع یدین: ۳۲ کا حوالہ پیش کرنا علمی زیادتی اور تحریف ہے۔ اِس عبارت کے علاوہ بھی جزء رفع یدین کی عبارت میں گڑ بڑ موجود ہے۔

نوٹ:

امام احمد نے "ثم لا یعود" کے زیادتی کا اعتراض بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں بلکہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ پر کیا ہے۔

لہٰذا اسطور بالا تحقیق سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث سنداً اور متناً (بغیر ثم لا یعود) بھی مقبول اور قابل احتجاج ہے۔ لہٰذا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کرنا غلط اور مردود ہے۔

امام ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۱ پر امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کیا ہے۔

"هذا خطا يقال: وهم الثورى فقد رواه جماعة عن عاصم و قالوا كلهم: أن النبى ﷺ افتتح فرفع يديه ثم ركع فطبق وجعلها بين الركبتين ولم يقل أحد ما روى الثورى"

ترجمہ: یہ حدیث خطا ہے کہا جاتا ہے کہ (سفیان) ثوری کو اس (کے اختصار) میں وہم ہوا ہے۔ کیونکہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز شروع کی، پس ہاتھ اٹھائے، پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے۔ (علل الحدیث ۱/۹۶ رقم ۲۵۸)

جواب:

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی جرح چند وجوہات پر صحیح نہیں ہے۔

۱۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ پر علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے متشدد متعنت کی جرح اور الفاظ نقل کیے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ۲/۸) اور محدثین کرام کے نزدیک متشدد اور متعنت کی جرح مبہم قبول نہیں ہوتی ہے۔

۲۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ فقد رواہ جماعۃ عن عاصم ...... ولم نقل أحد ماروی الثوری (علل الحدیث ۱/۹۶)

ترجمہ: ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے (تطبیق) روایت کیا ...... اور کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی۔ یہ الفاظ صحیح نہیں معلوم ہوتے کیونکہ یہ عبارت صحیح نہیں کہ عاصم بن کلیب سے ایک جماعت نے تطبیق والی روایت کی نقل کی ہے۔ کیونکہ تطبیق والی روایات عاصم بن کلیب سے صرف اور صرف عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اور کسی جماعت نے یہ روایت بیان نہیں کی ہے۔

۳۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی اثبات رفع یدین والی حدیث کو "فصار الحدیث الرسل" کہا ہے۔ کیا زبیر علیزئی صاحب کو امام ابو حاتم کا قول قبول ہوگا۔ عجب تضاد ہے کہ ترک رفع یدین کی حدیث پر امام ابو حاتم کی جرح کو زبیر علیزئی صاحب قبول کرتے ہیں اور اثبات رفع یدین کی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ حدیث پر جرح قبول نہیں کرتے۔

۴۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو زرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ دونوں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"سفیان احفظ من شعبہ" علل الحدیث رقم ۲۹۹

"سفیان احفظ الرجلین" علل الحدیث رقم ۲۸۳۸

امام ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو زرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری کو امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا حافظ مانتے ہیں تو کیا۔ عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث پر اعتراض کرنا صحیح ہے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تو امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بڑے حافظ اور محدث ہیں۔ اختلاف میں ترجیح بھی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ہوتی ہے تو عبداللہ بن ادریس کے فوقیت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر کیسے ثابت ہوتی ہے۔ جب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ثقہ اور حافظ محدث کوئی حدیث بیان کریں تو متابعت کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ اور ثقہ کی زیادت تو زبیر علیزئی صاحب خود مانتے ہیں۔

۵۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ترک رفع یدین والی حدیث پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کا کوئی اعتراض نہیں اُٹھایا۔

لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی جرح نقل کرنا تحقیق کی روشنی میں غلط اور مردود ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۱ پر امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کیا ہے۔

''امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔'' (کتاب العلل للدارقطنی ۵/۱۷۳۔ رقم ۸۰۴)

جواب:

قارئی کرام سے التجا ہے کہ یہ نقطہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ الحمد للہ احناف کا دعویٰ بغیر "ثم لا یعود" کے بغیر بھی ثابت اور محفوظ ہے۔ زبیر علیزئی صاحب نے امام دارقطنی

کا پورا قول نقل نہیں کیا۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تصحیح کرنے کے بعد اِس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "واسناده صحيح، وفيه لفظة ليست بمحفوظ" (کتاب العلل ۱۷۲/۵) اِس کے بعد وضاحت سے تصریح کرتے ہیں۔ "وليس قول من قال: ثم لم يعد محفوظاً. (کتاب العلل ۱۷۳/۵) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے یہ واضح ہو گیا کہ اُن کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے جبکہ اعتراض صرف "ثم لا يعود" کے الفاظ پر تھا۔ جبکہ پہلے یہ تصریح ہو چکی ہے کہ احناف کا دعویٰ "ثم لا يعود" کے بغیر بھی ثابت ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۱ پر امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کیا ہے۔

"هو في الحقيقة أضعف شيء يعول عليه لأن له علاً تبطله"

یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے، کیونکہ اس کی علتیں ہیں جو اسے باطل قرار دیتی ہے۔ (تلخیص الحبیر ۲۲۲/۱) (البدر المنیر ۴۹۴/۳)

جواب:

حافظ ابن حبان کی جرح مبہم ہے۔ جبکہ جرح مبہم عند المحدثین بالکل قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔ دوسرا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان کے درمیان سند موجود نہیں ہے۔ اور جب تک اصل کتاب موجود نہ ہو جرح کی حقیقت کا اندازہ کرنا مشکل اور نا مناسب ہے۔ میری تحقیق میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب صلوٰۃ منقول نہیں ہے۔ لہٰذا اصل عبارت کے بغیر اسے جرح کو پیش کرنا غلط اور مردود ہے۔

امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین ص ۱۳۳ پر (نمبر ۸) کے تحت صرف امام یحییٰ بن آدم کا نام ذکر کیا ہے۔ (جزء رفع یدین: ۳۲، تلخیص الحبیر ۱/۲۲۲)

جواب:

زبیر علیزئی صاحب سے مؤدبانہ عرض ہے کہ اگر اُن میں علمی اور تحقیقی ذوق ہے تو امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کے جرح کے الفاظ نقل کریں۔ اگر امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ سے جرح کے الفاظ منقول ہوتے تو زبیر علیزئی صاحب ضرور درج کرتے مگر کیونکہ اِن سے کوئی جرح ہی ثابت نہیں لہٰذا امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ہی اکتفا کیا۔ اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب فہرست میں سے امام یحییٰ بن آدم کے نام خارج کر کے اِس سے رجوع کرینگے۔

امام ابو بکر احمد بن عمر (و) بزار کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین ۱۳۳ پر امام ابزار رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کیا ہے۔

"ابو بکر بن عمر (و) ابزار رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر جرح کی۔"

(البحر الزخار ۵/۴۷، التمہید ۹/۲۲۰)

جواب:

زبیر علیزئی صاحب نے امام بزار رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض نقل کرتے ہوئے صرف یہ لکھا ہے کہ امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر جرح کی ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کو امام بزارؒ

کی پوری عبارت نقل کرنی چاہیے تھی تاکہ یہ وضاحت ہو سکے کہ اعتراض کی حقیقت کیا ہے۔امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر جو اعتراض کیا ہے"۔ وهذا الحديث رواة عاصم بن كليب و عاصم فى حديثه اضطراب وه يسمالفى حديث الرفع ذكره عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمه عن عبدالله انه رفع يديه فى اوّل تكبيرة (البحرالزخار ۵/۴۷)

اس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ امام بزار کا اعتراض اس کی سند پر نہیں بلکہ اس حدیث کے مرفوع اور موقف ہونے کا اشکال ہے۔لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام بزار رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذکر کرنا صحیح نہیں بلکہ باطل اور مردود ہے۔

نوٹ:۔ زبیر علیزئی صاحب امام بزار رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کرتے ہیں اور ان کی توثیق کے قائل نہیں ہیں۔لہٰذا ان کا قول کیسے پیش کر سکتے ہیں۔

امام محمد بن وضاح رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نورالعینین ص ۱۳۳ پر امام محمد بن وضاح کا اعتراض نقل کیا ہے۔

"محمد بن وضاح نے ترک رفع یدین کی تمام احادیث کو ضعیف کہا۔(التمہید ۹/۲۲۱)"

جواب:

زبیر علیزئی صاحب نے امام محمد بن وضاح رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کی مکمل عبارت نقل نہیں کی۔امام محمد بن وضاح کی عبارت کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔" محمد بن وضاح يقول الاحاديث التى تروى عن النبى ﷺ فى رفع يدين ثم لا يعود ضعيفة كلها، (التمہید ۹/۲۲۱) "کہ محمد بن وضاح نے کہا کہ وہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثم لا یعود کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔ضعیف ہیں۔

امام محمد بن وضاح کی اصل عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ ان کا اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر ہے۔ جبکہ یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ احناف کا دعویٰ بغیر "ثم لا یعود" کے بھی ثابت ہیں۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام محمد بن وضاح کے قول سے استدلال باطل اور مردود ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین ص ۱۳۳ پر صرف امام بخاری کا نام ہی ذکر کیا ہے۔ جزء رفع یدین؛ 32 تلخیص الحبیر ۱/۲۲۲ المجموع شرح المہذب ۳/۴۰۳۔

جواب:

زبیر علیزئی صاحب نے صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام جارحین میں ذکر کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے جرح کی کوئی عبارت نقل نہیں کی۔ لہٰذا امام بخاری کا نام نقل کرنا غلط اور باطل ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر خود اپنی کوئی جرح نقل نہیں کی اور اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض وارد نہیں کیا۔ لہٰذا امید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب اس قول سے رجوع کرینگے۔

امام ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نور العینین ص ۱۳۳ پر لکھتے ہیں۔

ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ سے زیلعی حنفیؒ نے نقل کیا کہ انہوں نے اس زیادت (دوبارہ نہ کرنے) کو خطا قرار دیا (نصب الرایۃ ۱/۳۹۵)

جواب:۔ زبیر علیزئی صاحب کا ابن قطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ کا نام جارحین میں ذکر کرنا

باطل ہے۔اور خود لکھتے ہیں ”مجھے یہ کلام ”بیان الوھم ولا یھام میں نہیں ملا (۳/۳۶۵)
تاہم اشارہ ضرور ملتا ہے۔“(۳/۳۶۶)

امام ابن قطان الفاسی ۳/۳۶۷ میں اس حدیث کی تصیح کے قائل ہیں۔

امام ابن قطان لکھتے ہیں۔” والحدیث عندی . لعدالة. رواته. أقرب الی صحة“

امام ابن قطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ صرف ”ثم لا یعور“ کے الفاظ سے مطمئن نہیں۔جب کہ یہ عرض ہو چکی ہے کہ احناف کا دعویٰ ثم لا یعوذ“ کے بغیر اول مرة واحدة اول تکبیرة ،اول مرة کے ساتھ بھی ثابت ہے۔

امام عبدالحق الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۲ لکھتے ہیں۔

عبدالحق الاشبیلی نے کہا: ”لا یصح“ (الاحکام الوسطی ۱/۳۶۷)

جواب:

امام عبدالحق الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کے جرح کے الفاظ لا یصح مبہم ہے۔اور عند المحدثین مبہم جرح مردود ہوتی ہے۔امام ابن قطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاحکام الوسطی کے رد میں بیان الوھم والا یھام والواقعین فی کتاب الاحکام لکھی ہے۔لہٰذا امام عبدال حق الاشبیلی کا حوالہ دینا غلط ہے۔اور امام ابن قطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تصیح کے قائل ہیں۔

امام ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۳ پر لکھتے ہیں۔

ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ شافعی (۸۰۴) نے اسے ضعیف کہا۔ (البدر المنیر ۳/۴۹۳)

جواب:

امام ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف کہہ کر جرح مبہم کی ہے۔ لہذا جرح مفسر قابل قبول ہوتی ہے اور جرح مبہم عندالمحدثین ناقابل قبول ہے۔ لہذا امام ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرنا صحیح نہیں۔

امام النووی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نور الیقین صہ ۱۳۳ پر لکھتے ہیں۔

النووی نے کہا "اتفقوا علیٰ تضیفہ" (خلاصۃ الاحکام ۱/۳۵۴) یعنی امام ترمذی کے علاوہ سب متقدمین کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

جواب:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ اجماع صحیح نہیں جب کہ جمہور محدثین کرام اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں۔ اور جو محدثین کرام سے اس حدیث پر جرح منقول ہے ان کا اعتراض صرف اور صرف "ثم لا یعود" کے الفاظ پر ہے۔ جب کہ احناف کا دعویٰ "بغیر ثم لا یعود" کے بھی ثابت ہے۔

امام بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین صہ ۱۳۳ پر (۱۹) نمبر کے تحت امام محمد بن نصر المروزی کا نام نقل کیا ہے۔ بحوالہ نصب الرایۃ (۳۹۵/۱) والاحکام الوسطی ۳۶۷/۱)

جواب:

امام ابن قطان الفاسیؒ نے امام محمد نصر المروزی کا اعتراض صرف "ثم لا یعود" کے الفاظ پر نقل کیے ہیں اور امام ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ نے امام بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ کی ثم لا یعود پر اعتراض نقل کرنے کے بعد اس حدیث کی تصیح نقل کی ہے۔ اور امام محمد بن نصر کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ دیکھیے (بیان الوھم والایہام الواقعین فی کتاب الاحکام ۳۶۷/۳) ویسے بھی ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی احناف کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ کا نام جارحین میں صحیح نہیں ہے۔

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نور العینین صہ ۱۳۳ پر (۱۰) نمبر کے تحت امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نقل کیا ہے۔ بحوالہ تہذیب السنن ۴۴۹/۲۔

جواب:

زبیر علیزئی صاحب کا یہ حوالہ مردود ہے کیونکہ ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سند نامعلوم ہے۔ لہٰذا بے سند قول کو پیش کرنا مردود ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی نورالعینین ص ۱۳۳ پر (۱۸) نمبر کے تحت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نقل کیا ہے۔ بحوالہ تہذیب السنن الحافظ ابن قیم الجوزیۃ (۲/۴۴۹) وشرح المہذب نووی (۳/۴۰۳)۔

جواب:

حافظ ابن قیم وامام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سند نامعلوم ہے۔ لہذا زبیر علیزئی صاحب کا اس بے سند حوالہ کو پیش کرنا باطل اور مردود ہے۔

امام حاکم کے اعتراض کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب نے نورالعینین ص ۱۳۳ پر (۱۵) نمبر کے تحت امام حاکم کا نام ذکر کیا ہے۔ (البدرالمنیر ۳/۴۹۳)

جواب:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر علمائے کرام اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعتراضات نقل کر کے اسکا تفصیلی رد لکھا ہے۔

"و قال حاكم خبر ابن مسعود مختصر و عاصم بن كليب لم يخرج حديثه في الصحيح و ليس كما قال فقداحتج به مسلم الا انه ليس في الحفظ كا ابن شهاب وامثاله و اما انكار سماع عبدالرحمن عن علقمة

فليس بشيئ فقد سمع منه ثقه و هذا الحديث اوى باربعة الفاظ احدها قوله فرفع يديه فى اول مرة ثم لم يعد والثانيه فلم يرفع يديه الامرة الثانيه فرفع يديه فى اول مره لم يذكر سواها والرابعة فرفع يديه مرة واحدة والادرج ممكن فى قوله ثم لم يعد و اما باقيها فاما ان يكون قدروى بالمعنى و اما ان يكون صحيحاً ۔(تہذیب السنن مع مختصر السنن ۱/۳۶۸)

ترجمہ: امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث لمبی حدیث سے مختصر کی گئی ہے اور اس کے راوی عاصم بن کلب کی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں ہے۔ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں جیسا کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ پس اس کی حدیث امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بطور حجت صحیح مسلم میں روایت کی ہے۔ مگر حافظ زہری رحمۃ اللہ علیہ جیسے راویوں کے مثل نہیں اور با علقمۃ سے عبدالرحمٰن کے سماع کا انکار تو یہ بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ پس عبدالرحمٰن نے علقمۃ سے سنا ہے اور وہ ثقہ ہے اور حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث چار قسم کے الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ (۱) پہلی مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے دوسری مرتبہ نہیں اٹھائے۔

(۲) پہلی مرتبہ کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھائے۔ (۳) پہلی مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے اور (۴) ایک ہی مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اس حدیث میں لفظ ثم لم یعد کا مدارج ہونا تو ممکن ہے لیکن باقی الفاظ حدیث یا روایت بالمعنی ہیں یا اسی طرح صحیح ہیں۔"

اس عبارت سے وضاحت ہوگئی کہ ابن قیم الجوزیۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند اور متن کو صحیح کہا ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ' نے لفظ ثم لا یعود کے ادراج کا صرف امکان اظہار کیا، قطعی طور پر ادراج کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام حاکم اور دیگر محدثین کرام کا جواب اور رد لکھا اور اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

جمہور محدثین کرام اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تصحیح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی حدیث کو جمہور محدثین کرام نے تصحیح اور روایت کی ہے اور جمہور محدثین کے بارے میں مفصل تحقیق درج ذیل ہے۔

۱۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۱ھ ۔ "تصحیح"۔

(شرح معانی الآثار/۱، ۱۵۴/۲۲۳)

۲۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۹ھ ۔ "حسن صحیح"۔

(سنن ترمذی/۱/۶۴)

۳۔ امام ابوداؤد ۲۷۵ھ ۔ "سکوت"۔

(سنن ابوداؤد/۱/۱۱۶)

۴۔ امام نسائی ۳۰۳ھ ۔ "احتج بہ/ روی لہ"۔

(سنن نسائی/۱/۱۱۶)

۵۔ ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ "احتج بہ/ روی لہ"۔

(مسند ابن ابی شیبہ/۱/۱۵۹، ۱/۲۳۶)

۶۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۱ھ ۔ "احتج بہ/ روی لہ"۔

(مسند احمد/۱/۳۸۸)

۷۔ امام ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ ۴۵۶ھ ۔ "ہذا الخبر صحیح"۔

(محلی ابن حزم الظاہری/۴/۸۸)

۸۔امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ۳۸۵ھ ۔"واسنادہ صحیح"۔

(العلل الواردۃ ۵/۲۷۲)(اللآلی المصنوعۃ ۳/۱۹)

۹۔امام ابن القطان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ ۔"أقرب الی الصحۃ"۔

(بیان الوہم والایہام ۳/۳۶۷)(اللآلی ۳/۱۹)

۱۰۔امام ابویعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۷ھ ۔"احتج بہ/روی لہ"۔

(مسند ابویعلی موصلی ۵/۱۳۸)

۱۲۔امام سحنون بن سعید المصری رحمۃ اللہ علیہ۔

(المدونۃ الکبریٰ ۱/۶۱)

۱۳۔امام ابن ترکمانی الماردینی رحمۃ اللہ علیہ ۔"حدیث علی شرط مسلم"۔

(الجواہر نقی علی بیہقی ۲/۷۸)

۱۴۔امام علاؤالدین مغلطائی ۷۶۲ھ ۔"صحیح"۔

(شرح ابن ماجہ ۵/۱۳۶۷)

۱۵۔امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ ۸۵۵ھ ۔"صحیح"۔

(شرح سنن ابی داؤد ۳/۳۴۱)

۱۶۔حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ ۸۷۹ھ ۔"صحیح"۔

(التعریف الاخبار بتخریج احادیث الاختیار قلمی رقم ۱۶۷)

۱۷۔علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ ۷۶۲ھ ۔"صحیح"۔

(نصب الرایۃ ۱/۳۹۵)

۱۸۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ۸۵۲ھ ۔"صحیح"۔

(الدرایۃ ۱/۱۵۰)

۱۹۔امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ۔

(الاتحاف ۱/۲۰۰ قلمی)

۲۱۔امام محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۹۱۱ھ ۔"صحیح"۔

(اللآلی المصنوعۃ ۲/۱۹)

۲۲۔علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ ۔"صحیح"۔

(نصب الرایۃ ۱/۳۹۵)

۲۳۔حافظ ابن قیم الجوزیہ ۔"صحیح"۔

(تہذیب السنن مع مختصر السنن ۱/۳۶۸)

۲۴۔امام منذری رحمۃ اللہ علیہ ۔"سکوت"۔

(مختصر المنذری ۱/۳۶۷)

۲۵۔علامہ عابد سندھی المدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵۷ھ ۔"صحیح"۔

(مواہب اللطیفہ قلمی صہ ۲۵۹)

۲۶۔علامہ محدث شیخ ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ ۔"صحیح"۔

(کشف الرین صہ ۵۶)

۲۷۔علامہ محدث مخدوم عبداللطیف سندھی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸۹ھ ۔"صحیح"۔

(ذب ذبابات الدراسات ۱/۶۰۸۔۶۰۹)

۲۸۔علامہ محدث وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ۔"صحیح"۔

(التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی صہ ۳۰۵)

۲۹۔امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ۔

(فتح القدیر)

۳۰۔ مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد۔

(فتاویٰ نذیریہ ۱۰/۴۴۱۔ فتاویٰ علماء حدیث ۱۴۰/۳)

۳۱۔ علامہ احمد شاکر غیر مقلد۔ ۔ ''وھو حدیث صحیح''۔

(حاشیہ محلی ۸۸/۴)

۳۲۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۱۴ھ۔

(مرقاۃ المفاتیح صہ ۲۵۶)

۳۳۔ علامہ ظہیر الدین نیموی ۔ ''صحیح''۔

(آثار السنن ۱۰۳/۱)

۳۴۔ علامہ انور شاہ کشمیری ۔ ''صحیح''۔

(نیل الفرقدین صہ ۶۴)

۳۵۔ علامہ شعیب الاوناؤط غیر مقلد ۔ ''صحیح''۔

(حاشیہ شرح السنۃ ۲۴/۳)

۳۶۔ علامہ زہیر الشاویش غیر مقلد ۔ ''صحیح''۔

(حاشیہ شرح السنۃ ۲۴/۳)

۳۷۔ علامہ عطاء اللہ حنیف غیر مقلد ۔ ''صحیح''۔

(تعلیقات سلفیہ علی سنن النسائی ۱۲۳)

۳۸۔ علامہ ابو عبد الرحمٰن محمد عبد اللہ پنجابی غیر مقلد ۔ ''صحیح''۔

(عقیدہ محمدیہ ۱۱۶/۲)

۳۹۔ علامہ شبیر احمد عثمانی ۔ ''صحیح''۔

(فتح الملہم ۱۲/۲)

۴۰۔علامہ ناصر الدین البانی ۔ "صحیح"۔

(تعلیقات مشکوۃ رقم ۸۰۹، صحیح نسائی ۱/۲۲۰، صحیح ترمذی ۱/۸۲)

۴۱۔علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ ۔ "صحیح"۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ۲/۲۹۳ عبیداللہ غیر مقلد)

۴۲۔علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ "صحیح"۔

(شرح موطا صہ ۸۹)

۴۳۔مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد ۔ "صحیح"۔

(واضح البیان صہ ۳۹۹)

۴۴۔ڈاکٹر الشریف منصور بن عون ۔ "صحیح"۔

(مرویات ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۱/ ۴۸۷)

۴۵۔محدث الفقیہ سید محمد مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۰۵ھ ۔ "صحیح"۔

(عقود الجواہر المنیفۃ ۱/۱۰۲)

۴۶۔محدث مورخ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۷۷۴ھ ۔ "روی لہ"۔

(جامع المسانید والسنن ۲۷/۲۷۶ رقم ۴۹۶)

۴۷۔محدث عبد المعطی امین قلعجی اسنادہ ۔ "صحیح"۔

(حاشیہ جامع المسانید ۲۷/۲۷۶)

۴۸۔سید ہاشم عبداللہ یمانی رحمۃ اللہ علیہ ۔ "تصحیح"۔

(حاشیہ درایہ ۱/۱۵۰)

۴۹۔علامہ عبدالقادر الارناؤط۔ "اسنادہ صحیح"۔

(حاشیۃ جامع الاصول ۵/۳۰۲)

۵۰۔ دکتور طاہر محمد دریری ۔ ”تحسین“۔

(تخریج احادیث المدونہ ۱/۴۰۳)

۵۱۔ علامہ حسین سلیم اسد ۔ ”اسنادہ صحیح“۔

(حاشیہ مسند ابی یعلی موصلی رقم ۵۳۰۲)

۵۲۔ امام ابوعلی طوسی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ”تحسین“۔

(مختصر الاحکام للطوسی ۲/۱۰۳)

۵۳۔ شیخ المحدث محمد حسن السنبھلی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۵ھ ۔ ”صحیح“۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام صہ ۵۱)

۵۴۔ حافظ عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ الشافعی ۷۴۸ھ ۔ ”سکوت“۔

(المہذب فی اختصار السنن الکبیر ا/۵۲۵ رقم ۲۲۶۸)

۵۵۔ حافظ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ ۵۲۵ھ

(بدایۃ المجتہد صہ ۳/۹۹)

۵۶۔ حافظ ابن عبدالھادی رحمۃ اللہ علیہ ۷۴۴ھ ۔ ”مائل بہ تصحیح“۔

(تنقیح التحقیق ۲/۱۴۰)

۵۷۔ مولانا محمد صدیق نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ”صحیح“۔

(انوار المحمود شرح ابی داؤد ا/۲۰۰)

میں نے اس کتاب میں الحمد للہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین پر حدیث کا تحقیقانہ تجزیہ کیا۔ میری اس تحریر کا مقصد کسی مسلک پر طعن و تشنیع کرنا نہیں ہے اور نہ ہی کسی عالم پر اعتراض کرنا مقصود ہے۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کی وجہ سے کسی شخص کو لعن طعن اور الزام لگانا صحیح نہیں ہے۔ ترک رفع یدین نبی

کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ لہٰذا ترک رفع یدین کرنے والے شخص کی نماز کو ناقص کہنا تحقیق اور دلائل کی روشنی میں کہنا غلط ہے۔ میری اس تحقیق سے اتفاق یا اختلاف پڑھنے والے کا بنیادی حق ہے مگر میری یہ درخواست ہے کہ میری تحقیق کا غیر جانبدارانہ ماحول میں مطالعہ کیا جائے اور اگر کسی بات یا تحقیق سے اختلاف ہو تو دلائل کی روشنی میں آگاہ کریں اور اگر اتفاق ہو تو اس پر عمل کیا جائے۔ ہر مثبت تنقید کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ میری اس تحقیق کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

مطبوعات

ضیاء العلوم پبلی کیشنز

راولپنڈی - پاکستان

